بخاری شریف
غیر مقلدین کی نظر میں
پاسبان حق
تالیف
حافظ عبد القدوس خان قارن
مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
ناشر
عمر اکادمی ○ نزد گھنٹہ گھر ○ گوجرانوالہ

بخاری شریف

غیر مقلدین کی نظر میں

پہلا باب

غیر مقلدین کے امام بخاریؒ سے اختلافات

دوسرا باب

غیر مقلدین کے بخاریؒ کے بارے میں نظریات

- کہ امام بخاریؒ سے غلطیاں ہوئیں اور ان کو شک ہوا
- بخاری کے راویوں سے غلطیاں ہوئیں اور ان کو شک ہوا
- بخاری کے کاتب سے غلطیاں ہوئیں
- بخاری کے نسخوں میں فرق ہے
- بخاری میں منسوخ روایات بھی ہیں
- بخاری کی بعض روایات کی ترجمۃ الباب سے مناسبت نہیں

انتساب

ہر اس مسلمان کے نام جو عالم اسباب میں دین الٰہی کے بقاء اور
نشر و اشاعت کا ذریعہ بنتے اور تمام صحابہ کرامؓ، تابعینؒ،
تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، محدثین، فقہاء اسلام، اولیاء عظام اور
بزرگان امت کی شخصیات اور ان کی دینی خدمات کا دل وجان سے
قدر دان ہو اور شرک و بدعت و رسومات باطلہ سے کنارہ کش
رہتے ہوئے ان ہی سلف صالحین کا اتباع کرنیوالا ہو اور ان کے بارے
میں بے باکانہ اور گستاخانہ انداز کا قطعی روادار نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو سلف صالحین کے دامن سے وابستہ رکھے
آمین

احقر عبد القدوس قارن

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ
انتساب	۳
ابتدائیہ	۵
پہلا باب، غیر مقلدین کے امام بخاریؒ سے اختلافات	۱۵
پیشاب و پاخانہ کی حالت میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کے بارہ میں	۱۵
کتے کے جھوٹے کا مسئلہ	۱۵
کتے کے پاک ہونے کے بارے میں	۱۶
جماع کے وقت انزال نہ ہو تو ایسی حالت میں غسل کا مسئلہ	۱۶
نیند کی وجہ سے وضو کا مسئلہ	۱۶
منی کے پاک اور ناپاک ہونے کا مسئلہ	۱۷
پانی میں نجاست گرنے کا مسئلہ	۱۷
کمی میں جا کر جانے کا مسئلہ	۱۸
غسل جنابت میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا مسئلہ	۱۹
غسل اور وضو کے بعد رومال استعمال کرنا	۱۹
وضوء میں موالات کا مسئلہ	۲۰
جنبی اور حائضہ کے قرآن پڑھنے کا مسئلہ	۲۱
بے وضو آدمی کا قرآن کریم کو ہاتھ لگانے کا مسئلہ	۲۱
حیض کے خون کی رنگت کا مسئلہ	۲۲
ستر عورت کا مسئلہ	۲۲
اونٹوں کے باڑہ میں نماز پڑھنے کا مسئلہ	۲۳
مسجدوں کے محراب بنانے کا مسئلہ	۲۴
عصر کی نماز چھوڑنے والے کو وعید	۲۴
نمازی کے آگے سے گزرنے کا مسئلہ	۲۵
عورت کو ہاتھ لگ جانے سے وضو ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کا مسئلہ	۲۵
سو کر اٹھنے والے کی نماز قضا ہے یا ادا	۲۶
بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کے پیچھے مقتدی کھڑے ہوں یا بیٹھیں	۲۷
امامت کا زیادہ حقدار کون ہے	۲۷
جمعہ کے دن غسل کا مسئلہ	۲۸
وتر اور تہجد ایک ہیں یا علیحدہ علیحدہ	۲۹
میت کے کس حصے کے مقابل امام کھڑا ہو	۲۹
مشرکین کی نابالغ اولاد کے بارہ میں	۳۰
سفر و حضر میں جمع بین الصلوتین کیلئے اذان و اقامت کا مسئلہ	۳۰
تین دن سے کم میں قرآن کریم ختم کرنے کا مسئلہ	۳۱
آیات کے شان نزول والی روایات کا حکم	۳۲
غزوہ خندق کس سن میں ہوا	۳۲
میقات سے پہلے احرام باندھنے کا مسئلہ	۳۳
وتروں سمیت تہجد کی تیرہ رکعات	۳۳
محرم کا احرام کی حالت میں نکاح کرنے کا مسئلہ	۳۴
احتکار کا مسئلہ	۳۵
تلقی الرکبان کی صورت میں بیع کا حکم	۳۵
ام القریٰ کس کو کہتے ہیں	۳۶
مکہ والوں کو عمرہ کا احرام کہاں سے باندھنا چاہیئے	۳۷
بسم اللہ ہر سورت کی جز نہیں	۳۷
حیض کی حالت میں دی گئی طلاق کا مسئلہ	۳۸
اگر عورت خاوند سے پہلے مسلمان ہو جائے تو اس کے نکاح کا مسئلہ	۳۹
تین طلاقوں کا مسئلہ	۴۰
دو ہاتھ سے مصافحہ	۴۱
رضاعت کا مسئلہ	۴۲
دوسرا باب، غیر مقلدین کے بخاری کے بارہ میں نظریات	۴۴
امام بخاری نے کئی مقامات میں غلطیاں کیں اور ان کو شک ہوا	۴۴
بخاری کے راویوں نے کئی مقام میں غلطیاں کیں اور ان کو شک ہوا	۴۸
بخاری کے کاتب سے غلطیاں ہوئیں	۵۴
بخاری کے نسخوں میں فرق ہے	۵۶
شاید صحابی کو اپنی مروی روایت کے خلاف روایت نہیں پہنچی	۵۹
حدیث میں اشکال ہے اور حدیث میں تاویل کرنی چاہیئے	۶۰
بخاری میں منسوخ روایات بھی ہیں	۶۱
امام بخاری نے بات کو گول گول رکھا	۶۲
بخاری کی بعض روایات کی ترجمۃ الباب سے مناسبت نہیں معلوم ہوتی	۶۲
آخری گزارش	۶۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد

کچھ عرصہ سے ملک کے بیشتر حصوں میں یہ صورت حال دیکھنے اور سننے میں آرہی ہے کہ غیر مقلدین حضرات کی محلوں اور دیہاتوں کی مساجد کے ائمہ اپنے علاقہ کے دو تین آدمیوں کو اپنا ہم نوا بنا کر ان کی ایسی ذہن سازی کرتے ہیں کہ پھر وہ کسی بڑے چھوٹے، رشتہ دار اور غیر رشتہ دار کا لحاظ کیے بغیر ہر ایک سے بحث کرنا اپنا فریضہ سمجھ لیتے ہیں۔ ان کی گفتگو کا انداز اس قدر بے باکانہ ہوتا ہے کہ حنفی مساجد کے ائمہ اور بزرگ عمر رسیدہ نمازی حضرات تو ان کو منہ لگانے کی بجائے وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا پر ہی عمل پیرا رہتے ہیں۔ مگر کچھ حضرات ان سے بحث مباحثہ میں شروع بھی ہو جاتے ہیں۔ ان حضرات کی بحث کا زیادہ تر مدار یا تو فقہ کے ان غیر مفتی بہا اقوال پر ہوتا ہے جن کی وضاحت اور جن پر اشکالات کے جوابات بارہا دیے جا چکے ہیں۔ یا وہ اپنی بحث میں بڑے زور شور سے یہ پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ امام بخاریؒ کو احناف سے اور احناف کو امام بخاریؒ سے اختلافات ہیں۔ اور یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ گویا وہ خود من وعن اول سے لے کر آخر تک بخاری سے متفق ہیں حالانکہ حقیقت حال اس سے بالکل مختلف ہے۔ ان حضرات کی ان باتوں کو سن کر معلومات نہ رکھنے والے حضرات پریشان ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ضروری خیال کیا کہ ایسے لوگوں کے سامنے حقیقت حال واضح کر دی جائے کہ اگر بعض مسائل میں احناف کا امام بخاریؒ

سے اختلاف ہے تو غیر مقلدین حضرات کو بھی کئی مسائل میں امام بخاریؒ سے اختلاف ہے۔ اور اس رسالہ میں ہم نے بطور نمونہ تقریباً چار درجن مسائل ذکر کیے ہیں جن میں واشگاف الفاظ میں غیر مقلدین نے امام بخاریؒ سے اختلاف کا اعتراف کیا ہے۔ یہ صرف نمونہ پیش کیا گیا ہے ورنہ اور بھی بہت سے ایسے مسائل ہیں جن میں ان حضرات کا امام بخاریؒ سے اختلاف پایا جاتا ہے۔ ہم نے اس سلسلہ میں کسی واعظ، خطیب یا مضمون نگار کے حوالہ سے بات نہیں کی اور نہ ہی کسی حنفی عالم کو حوالہ میں پیش کیا ہے بلکہ غیر مقلدین حضرات کے جید علماء شارحین حدیث اور منصب افتاء پر فائز حضرات کے حوالہ جات دیے ہیں۔ اور پہلے امام بخاریؒ کے نظریہ کے بارہ میں علامہ ابن حجرؒ کا قول اور غیر مقلد عالم کا اعتراف پیش کیا ہے اور پھر غیر مقلدین کا نظریہ باحوالہ پیش کیا ہے۔ ہم نے غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان مرحوم کی تیسیر الباری ترجمہ و شرح اردو بخاری کو بالاستیعاب پیش نظر رکھا ہے۔ اس لیے کہ اس کے علاوہ کسی غیر مقلد عالم کی بخاری پر تفصیلی کتاب ہمیں دستیاب نہیں ہو سکی اور علامہ ابن حجرؒ کی فتح الباری کو بھی پیش نظر رکھا ہے اس لیے کہ علامہ ابن حجرؒ کی شخصیت تمام غیر مقلدین حضرات کے ہاں مسلّم ہے اسی لیے وہ ہر مشکل مسئلہ میں ان ہی کی گود میں پناہ تلاش کرتے ہیں اور بقول علامہ وحید الزمان مرحوم علامہ ابن حجرؒ کا درجہ تو امام بخاریؒ کے برابر ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں ' امام بخاریؒ کے برابر ہمارے شیخ حافظ ابن حجرؒ کا مرتبہ ہے شاید کوئی کتاب حدیث کی ایسی ہو جو ان کی نظر سے نہ گزری ہو اور صحیح بخاری تو الحمد کی طرح ان کو حفظ تھی۔ یا اللہ ہم کو عالم برزخ میں امام بخاریؒ اور ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن حجرؒ کی زیارت نصیب کر۔ (تیسیر الباری ص ۱۷۵ ج ۲)

امام بخاریؒ کے ساتھ مسائل میں اختلاف کوئی ان ہونی بات نہیں ہے۔ جیسے امام بخاریؒ نے مجتہد ہونے کی حیثیت سے اپنے سے پہلے ائمہ فقہا سے اختلاف کیا تو اسی طرح ان سے بھی اختلاف کیا گیا بلکہ حدیث لینے کی

بعض شرائط میں امام مسلمؒ نے ان سے اختلاف کیا۔ اور امام بخاریؒ کے استاد محمد بن یحییٰ ذہلیؒ نے جو بہت بڑے محدث تھے انہوں نے بھی بعض مسائل میں امام بخاریؒ کا شدید ترین رد کیا ہے۔ چنانچہ علامہ وحید الزمان مرحوم لکھتے ہیں اور محمد بن یحییٰ ذہلیؒ نے جو بڑے محدث اور امام بخاریؒ کے شیخ تھے اس کلام پر امام بخاریؒ کو مطعون کیا کہ بدعتی ہیں۔ (تیسیر الباری ج ۹ ص ۵۲۵)

اجتہادی مسائل میں اختلاف کا پایا جانا کوئی تعجب کی بات نہیں مگر کسی امام سے اختلاف کو ہوّا بنا کر پیش کرنا اور عوام الناس کے اذہان کو مشوش کرنا کسی طرح بھی درست قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ایک ضروری وضاحت

غیر مقلدین حضرات عموماً یہ بات بڑے زور و شور سے کرتے ہیں کہ بخاری شریف میں ہے کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور احناف امام کے پیچھے قراءت سے مقتدی کو منع کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ یہ بات مسلّم ہے کہ امام بخاریؒ کا نظریہ اپنی تحقیق کی روشنی میں یہی ہے کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیے اس کے لیے انہوں نے ایک کتاب جزء القراءۃ بھی لکھی ہے جس میں انہوں نے بعض روایات اپنے نظریہ کی تائید میں پیش کی ہیں مگر وہ روایات انہوں نے اپنی صحیح میں ذکر نہیں کیں جس کا مطلب صاف واضح ہے کہ وہ روایات امام بخاریؒ کی شرط کے مطابق نہ تھیں اسی لیے صحیح بخاری میں ان کو ذکر نہیں کیا۔ اپنی صحیح میں انہوں نے عنوان قائم کیا باب وجوب القراءۃ للامام والماموم فی الصلوات کلها مگر ایک روایت بھی ایسی پیش نہیں کی جس میں مقتدی کا امام کے پیچھے قراءت کرنے کا ذکر ہو۔ اسی لیے احناف نے یہ کہا کہ امام بخاریؒ نے ترجمہ کے مطابق حدیث نہیں لائی اور ترجمۃ الباب میں امام بخاریؒ اپنی فقہ بیان کرتے ہیں اور علماء کا مقولہ ہے فقہ البخاری فی الابواب والتراجم کہ امام بخاری کی فقہ ابواب اور تراجم میں ہے۔ احناف

کا یہ کہنا کہ ترجمہ کے مطابق احادیث نہیں لائے یہ احناف کی جانب سے کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ ترجمہ باب کے مطابق احادیث نہ لانے کا اعتراف خود غیر مقلدین حضرات کو بھی ہے۔ جیسا کہ اس رسالہ کے دوسرے باب میں ہم نے باحوالہ ذکر کیا ہے۔ اور علامہ ابن حجرؒ نے بھی فتح الباری میں کئی مقامات میں اس کا ذکر کیا ہے۔ تو احناف کا امام بخاریؒ سے یہ اختلاف ان کی فقہ سے اختلاف ہے۔ بخاری شریف کی روایت کے ساتھ اختلاف نہیں ہے اور امت مسلمہ نے بخاری شریف کی روایات کو صحیح قرار دیا ہے اور تلقی بالقبول کیا ہے۔ بخاری کی فقہ کو یہ درجہ حاصل نہیں ہے۔ اس لیے انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ غیر مقلدین حضرات کو یہ کہنا چاہیے کہ احناف اس مسئلہ میں بخاری کی روایت سے نہیں بلکہ بخاری کی فقہ سے اختلاف کرتے ہیں۔

باقی رہا یہ کہ امام بخاریؒ نے اس باب کے تحت لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب والی حدیث ذکر کی ہے جو عام ہے تو جب کسی کی نماز فاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی تو مقتدی کی بھی نہیں ہوتی تو احناف اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا اس روایت کو اس مقصد کے لیے پیش کرنا تو غیر مقلدین کے مسلّمات کی روشنی میں بھی درست نہیں ہے۔

اولاً اس لیے کہ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ یہ لا صلوٰۃ والی روایت اکیلے نماز پڑھنے والے کے بارہ میں ہے۔ (ترمذی ج ۱ ص ۴۲) اور امام احمد بن حنبلؒ وہ شخصیت ہیں جن کے بارہ میں علامہ وحید الزمان مرحوم لکھتے ہیں۔ البتہ مجتہدین میں سے امام مالک اور امام احمد بن حنبل اور عبد اللہ بن المبارک اور سفیان ثوری اور اوزاعی اور اسحاق بن راہویہ ایسے کامل گزرے ہیں کہ فقیہ بھی تھے اور محدث بھی۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے۔ ان سب میں افضل اور اعلیٰ اور اعلم بالحدیث امام احمد بن حنبل تھے جن کے اکثر اصول اور فروع میں ہم لوگ پیرو ہیں اور وہ پیشوا تھے اہل سنت اور جماعت کے۔ اللہ ہم کو ان کے تابعداروں میں حشر کرے۔ آمین۔ (تیسر الباری ج ۴ ص ۲۴۶)

اس لیے غیر مقلدین سے گزارش ہے کہ مقتدی کے لیے قراءۃ اور بالخصوص فاتحہ کو واجب قرار دینے کے لیے لا صلوٰۃ والی روایت پیش کرنے میں ان کو کچھ تو امام احمد بن حنبلؒ کا پاس رکھنا چاہیے۔ ثانیاً اس لیے کہ لمن لم یقرأ میں مَنْ غیر مقلدین کے نزدیک بھی عموم کے لیے نہیں ہے ورنہ وہ تو کسی کی نماز بھی فاتحہ کے بغیر درست قرار نہ دیتے۔ حالانکہ ایسا آدمی جس کو فاتحہ نہیں آتی اس کی نماز بغیر فاتحہ کے بھی یہ حضرات درست قرار دیتے ہیں۔ بخاری کی ایک روایت ہے جس میں حضور علیہ السلام نے جلدی جلدی نماز پڑھنے والے کو نماز کا طریقہ بتایا تھا جس میں یہ الفاظ بھی ہیں نہ اقرأ ما تیسّر معک من القرآن پھر جو کچھ تجھ کو یاد ہو اور آسانی کے ساتھ پڑھ سکے وہ پڑھ۔ اس پر علامہ وحید الزمان مرحوم لکھتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اَن پڑھ تھا۔ ایسا شخص فقط سورہ فاتحہ پڑھ لے تو کافی ہے۔ اگر سورہ فاتحہ بھی نہ پڑھ سکے تو کوئی اور آیت پڑھ لے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کہہ لے۔ (تیسیر الباری ج ۱ ص ۵۲۲) اور علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ بعض احادیث میں یہ ہے کہ اگر تجھے قرآن کا کچھ حصہ یاد ہے تو وہ پڑھ اگر نہیں تو الحمد للہ اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ پڑھ لے تو جب حدیث کے الفاظ کو جمع کریں تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس کو قرآن کا کچھ حصہ یاد ہے اس کے لیے سورۃ فاتحہ پڑھنا متعین ہے اور جو اس کو سیکھنے سے عاجز ہو تو وہ قرآن کا کوئی اور حصہ پڑھ لے یہ بھی نہ ہو سکے تو ذکر اذکار پڑھ لے۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۳۸۶)

تو اگر غیر مقلدین ایسے آدمی کی نماز کو جس کو فاتحہ نہیں آتی مَنْ سے عموم کے خاص کرتے ہیں تو پھر اگر احناف یہ کہہ دیں کہ احادیث کے مجموعہ کو پیش نظر رکھ کر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جو اکیلا یا امام کی حیثیت سے نماز پڑھتا ہے وہ تو فاتحہ پڑھے اور جو مقتدی ہے وہ قراءت نہ کرے اس لیے کہ اس

کے حق میں قراءت سے منع کرنے والی روایات موجود ہیں۔ جب احناف مقتدی کے لیے قرأت کی ممانعت کرنے والی روایات کے پیش نظر مقتدی کی نماز کو اس سے خاص کرتے ہیں تو کیوں آسمان سر پر اٹھالیا جاتا ہے۔

ثالثاً غیر مقلدین حضرات مَنْ کے عموم میں مقتدی کی نماز کو شامل ثابت کرنے کے لیے حضرت ابو ہریرۃؓ کی روایت اقرأ بہا فی نفسک کو سہارا بناتے ہیں حالانکہ حضرت ابو ہریرۃؓ کا اس بارہ میں اپنا نظریہ اس کے خلاف ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۱۰۷ میں باب جھر الامام بالتامین میں ترجمۃ الباب میں فرمایا وکان ابوہریرۃ ینادی الامام لا تفتنی بآمین ابو ہریرۃؓ امام کو آواز دیتے' دیکھو ایسا نہ کرنا کہ میری آمین جاتی رہے۔ امام بخاریؒ کے ان الفاظ پر علامہ وحید الزمان مرحوم لکھتے ہیں کہ (یہ روایت جس کی طرف امام بخاریؒ نے اشارہ کیا ہے) اس کو امام بیہقیؒ نے وصل کیا۔ (اور یہ روایت امام بیہقیؒ نے یوں نقل کی ہے ان اباھریرۃ کان یؤذن لمروان بن الحکم فاشترط ان لا یسبقہ بالضالین حتی یعلم انہ قد دخل الصف فکان اذا قال مروان ولا الضالین قال ابوہریرۃ آمین یمد بہا صوتہ وقال اذا وافق تامین اھل الارض تامین اھل السماء غفرلھم (سنن الکبری للبیہقی ج ۲ ص ۵۹ طبع بیروت) اس روایت کا ترجمہ علامہ وحید الزمان مرحوم یوں کرتے ہیں' ابو ہریرۃؓ مروان کے مؤذن تھے وہ صفوں وغیرہ کے برابر کرنے میں مصروف رہتے اور مروان نماز شروع کر دیتا۔ آخر ابو ہریرۃؓ نے اس سے شرط کی کہ نماز میں میرے شامل ہونے سے پہلے تم ولا الضالین نہ پڑھ دیا کرو نہیں تو میری آمین جاتی رہے گی۔ (تیسیر الباری ج ۱ ص ۵۱۴)

قارئین کرام! بیہقی کی روایت اور علامہ وحید الزمان مرحوم کے کیے ہوئے اردو ترجمہ پر غور فرمائیں کہ کس طرح یہ روایت بول کر بتا رہی ہے کہ حضرت ابو ہریرۃؓ کو آمین کی تو فکر تھی امام کے پیچھے فاتحہ کی قطعاً فکر نہ تھی۔

اگر فکر ہوتی تو مروان سے یوں کہتے کہ مرے نماز میں شامل ہونے سے پہلے تم فاتحہ شروع نہ کیا کرو تا کہ میں تمہارے ساتھ یا تمہارے سکتات میں فاتحہ پڑھ سکوں۔ حالانکہ انہوں نے ایسا نہیں فرمایا۔

امام بخاریؒ نے مقتدی کے لیے فاتحہ کے وجوب کا باب تو باندھا مگر اس پر ایک بھی روایت پیش نہیں کی۔ اگر امام بخاریؒ کے پاس مقتدی کے لیے فاتحہ کے وجوب پر کوئی ایک بھی روایت ہوتی تو ضرور اس کو اس باب کے تحت ذکر کرتے۔ تو اگران جیسی ٹھوس وجوہات کی بنا پر امام بخاریؒ سے اس مسئلہ میں احناف اختلاف کرتے ہیں تو بالکل حق بجانب ہیں اور یہ امام بخاریؒ کی فقہ سے اختلاف ہے۔ بخاری کی روایت سے نہیں۔ اسی طرح رفع یدین کے مسئلہ میں بھی امام بخاریؒ نے مستقل رسالہ جزء رفع الیدین لکھا ہے مگر اپنی صحیح میں وہ روایات ذکر نہیں کیں جو جزء رفع الیدین میں ذکر کی ہیں اس لیے کہ وہ صحیح میں درج کرنے کی شرائط کے مطابق نہ تھیں اور جو روایات ذکر کی ہیں ان میں صرف یہ ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے رفع یدین کیا ہے اور اس میں تو کسی کا اختلاف ہی نہیں۔ اختلاف تو اس میں ہے کہ آخر تک کیا یا آخر میں چھوڑ دیا۔ اس بارہ میں امام بخاریؒ نے ایک روایت بھی ذکر نہیں کی۔ اس لیے یہ بھی فقہ البخاری سے اختلاف ہے روایات بخاری سے نہیں۔ اس لیے کہ امام بخاریؒ نے ان روایات کا مطلب یہ لیا کہ یہ ہمیشہ رفع یدین کرنے پر دلالت کرتی ہیں اور احناف نے یہ کہا کہ ان روایات سے رفع یدین کرنا تو ثابت ہوتا ہے مگر یہ روایات ہمیشہ کرنے پر دلالت نہیں کرتیں۔ جبکہ احناف صحیح اسناد کے ساتھ رفع یدین کے ترک کی روایات اور آثار صحابہؓ پر اپنے نظریہ کا مدار رکھتے ہیں۔

یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ بعض غیر مقلدین یوں کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ نماز دونوں طرح ہو جاتی ہے کوئی رفع یدین کرے یا نہ کرے مگر کرنے کی وجہ سے ثواب زیادہ ہوتا ہے اور اس پر حضرت مولانا

شاہ اسماعیل شہید کی عبارت پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص رفع یدین نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور اگر کرے تو ثواب ہے مگر یہ حضرت شاہ صاحبؒ کی اپنی رائے ہے اور بڑے بڑے علماء کی اپنی انفرادی آراء پائی جاتی ہیں ان کی اتباع لازم اور ضروری نہیں ہے۔ باقی احناف نے اپنے نظریہ کا مدار اس پر رکھا ہے کہ آخر میں آنحضرت ﷺ نے رفع یدین ترک کر دیا تھا۔ جس پر صحیح احادیث اور آثار صحابہؓ دلالت کرتے ہیں۔ مگر چونکہ خیر القرون کے زمانہ سے ہی بعض حضرات کا اس بارہ میں اختلاف چلا آرہا ہے تو اس لیے رفع یدین کرنے کا جواز تو ہے مگر اس میں ثواب یا نماز میں ثواب کے اضافہ کا قول کرنا درست نہیں ہے بلکہ ترک والی روایات کی روشنی میں رفع یدین نہ کرنا ہی افضل اور باعث ثواب ہوگا۔ جب ایسی باتیں کہی جاتی ہیں تو غیر مقلدین حضرات جھٹ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ بخاری میں منسوخ روایات بھی ہیں تو ہم نے اس رسالہ کے دوسرے باب میں ثابت کیا ہے کہ علامہ ابن حجرؒ اور غیر مقلدین کا اعتراف ہے کہ بخاری میں منسوخ روایات موجود ہیں۔

ایک مغالطہ

بعض لوگوں نے غلط فہمی سے یہ بات لکھ دی کہ امام بخاری نے بخاری شریف میں جہاں بھی قال بعض الناس کہا ہے اس سے مراد امام ابو حنیفہؒ ہیں۔ اور اس بات کو بھی غیر مقلدین اپنے انداز میں بیان کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ امام بخاری کو امام ابو حنیفہؒ سے اتنی نفرت تھی کہ وہ ان کا نام لینا بھی پسند نہیں کرتے تھے' اسی لیے قال بعض الناس سے تعبیر کرتے رہے۔ اس بات کی وضاحت کسی اور سے نقل کرنے کی بجائے ہم علامہ ابن حجرؒ اور غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان مرحوم سے ہی نقل کرتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۱۰۶۸ میں باب ترجمۃ الحکام قائم کیا ہے۔ اس کے تحت علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ترجمانی کے لئے

لیے ایک ہی آدمی کافی ہے اور اسی کو امام بخاریؒ نے اختیار کیا ہے اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمانی کے لیے دو آدمی ضروری ہیں اور پھر آگے لکھتے ہیں کہ یہاں بعض الناس سے مراد امام محمد بن الحسنؒ ہیں۔ بے شک امام شافعیؒ بھی اس مسئلہ میں ان سے متفق ہیں۔ (فتح الباری ج ۱۶ ص ۳۱۲) اور علامہ وحید الزمان مرحوم لکھتے ہیں' یہاں سے ان لوگوں کا جواب ہوگیا جو کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے بعض الناس کے لفظ سے امام ابوحنیفہؒ کی تحقیر کی ہے کیونکہ بعض الناس کوئی تحقیر کا کلمہ نہیں اگر تحقیر کا کلمہ ہوتا تو امام شافعیؒ کے لیے کیوں کر استعمال کرتے۔ (تیسیر الباری ج ۹ ص ۲۴۶)

علامہ وحید الزمان مرحوم کی عبارت سے دو باتیں بالکل واضح ہو کر سامنے آتی ہیں۔ ایک یہ کہ قال بعض الناس میں ہر جگہ امام ابوحنیفہؒ مراد نہیں ہیں اور دوسری بات یہ کہ بعض الناس کا کلمہ تحقیر کا نہیں بلکہ امام بخاریؒ نے اپنے طور پر ایک اصطلاح اختیار کر کے اس کو استعمال کیا ہے۔

معقول بات

علامہ وحید الزمان مرحوم لکھتے ہیں کہ اہل حدیث رفع یدین کو سنت کہتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو تیسیر الباری ج ۱ ص ۴۸۷) اور دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ' سنت کے ترک کو حضرت رسول کریم ﷺ کا خلاف کرنا نہیں کہہ سکتے۔ (ملاحظہ ہو تیسیر الباری ج ۱ ص ۴۸۰) اب جن حضرات کے نزدیک رفع یدین کا ترک نہیں بلکہ ان کے نزدیک وہ سنت ہی ہے مگر وہ اس پروپیگنڈا میں مصروف رہتے ہیں کہ رفع یدین نہ کرنے کی وجہ سے احناف کی نمازیں خلاف سنت ہیں تو ان حضرات کو ذرا غور کر لینا چاہیے کہ وہ یہ کہنے میں کہاں تک حق بجانب ہیں۔

اور علامہ وحید الزمان مرحوم دوسری جگہ لکھتے ہیں اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ اختلاف یہ نہیں ہے کہ ایک رفع یدین کرے دوسرا نہ کرے' ایک پکار کر آمین کہے ایک آہستہ کہے بلکہ اختلاف یہ ہے کہ ایک دوسرے سے

ناحق جھگڑے اس کو ستائے۔ (تیسیر الباری ج ۳ ص ۴۲۵) علامہ وحید الزمان مرحوم نے بہت معقول بات کی ہے اس لیے جو حضرات خواہ مخواہ ہر آدمی سے بحث میں الجھنے کو اپنا فریضہ سمجھتے ہیں ان کو اپنے رویّہ پر غور کرنا چاہیے۔ اور اختلاف پیدا نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دین کی سمجھ نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

احقر عبد القدوس قارن

مراجع و مصادر

اس رسالہ میں ہم نے جن کتابوں کے حوالہ جات دیے ہیں ان کے مطابع ذکر کیے جاتے ہیں تا کہ اگر کوئی اصل حوالہ جات کو دیکھنا چاہے تو اس کو آسانی ہو۔

فتح الباری (طبع مصر) عرف الجادی و کنز الحقائق (جمعیت اہل سنت لاہور)
السراج الوہاج (مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل) فتاویٰ ثنائیہ (ادارہ ترجمان السنہ لاہور)
بخاری شریف (قدیمی کتب خانہ کراچی) عون المعبود (دار الکتاب العربی بیروت)
ترمذی شریف (فاروقی کتب خانہ ملتان) تیسیر الباری (تاج کمپنی)
الرحیق المختوم (مکتبہ سلفیہ لاہور) سنن الکبریٰ للبیہقی (دار الفکر بیروت)
خیر الکلام (مکتبہ نعمانیہ گوجرانوالہ)
تحفۃ الاحوذی (دار النشر بیرون بوہڑ گیٹ ملتان)
مرعاۃ المفاتیح (مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل)
فتاویٰ اہل حدیث (ادارہ احیاء السنۃ النبویہ سرگودھا)
فتاویٰ علمائے حدیث (مکتبہ سعیدیہ خانیوال)
فتاویٰ نذیریہ (اہل حدیث اکادمی کشمیری بازار لاہور)
بکار المنن (جمعیت الطلباء الجامعہ السلفیہ لائل پور)

پہلا باب۔

غیر مقلدین کے امام بخاریؒ سے اختلافات

پیشاب وپاخانہ کی حالت میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کے بارہ میں

○ امام بخاریؒ نے ص ۲۶ ج ۱ میں باب لا تستقبل القبلة ببول ولا غائط الا عند البناء قائم کیا۔ اس کی شرح میں علامہ وحید الزمانؒ فرماتے ہیں، بعضوں نے کہا صحیح یہ ہے کہ میدان میں قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ دونوں کرنا نادرست ہے اور عمارت میں درست ہے۔ امام بخاریؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (تیسیر الباری ج ۱ ص ۱۸) اس کے برخلاف اہل حدیث حضرات کا نظریہ یہ بیان کیا کہ ہر جگہ منع ہے۔ اور اسی نظریہ کو مبارک پوریؒ نے تحفہ الاحوذی ج ۱ ص ۱۹ اور نواب صدیق حسن خانؒ نے مسلم کی شرح السراج الوہاج ج ۱ ص ۱۰۳ میں اور عبید اللہ مبارک پوریؒ نے مرعاۃ المفاتیح ج ۱ ص ۲۱۱ میں بیان کیا ہے۔

کتے کے جھوٹے کا مسئلہ

امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۲۹ میں باب قائم کیا جس میں ایک جملہ وسؤر الكلاب وممرها فی المسجد ہے۔ اس کی شرح میں علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں والظاهر من تصرف المصنف انه يقول بطهارته (فتح الباری ج ۱ ص ۲۸۳) کہ اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف اس کی طہارت کے قائل ہیں۔ اور علامہ وحید الزمانؒ لکھتے ہیں، امام بخاریؒ کے نزدیک کتے کا جھوٹا پاک ہے۔ (تیسیر الباری ج ۱ ص ۱۳۴) مگر غیر مقلدین حضرات کے نزدیک کتے کا جھوٹا ناپاک ہے۔ جیسا کہ مرعاۃ المفاتیح ج ۱ ص ۵۵۳۔ عون المعبود ج ۱ ص ۲۷ میں ہے۔ اور اسی طرح علامہ وحید الزمانؒ نے علامہ شوکانیؒ سے نقل کیا ہے۔

(تیسیر الباری ج ا ص ۱۳۴) اور اسی طرح فتاویٰ علماء حدیث ج ا ص ۲۱ اور فتاویٰ اہل حدیث ج ا ص ۲۳۸ میں بھی کتے کے جھوٹے کو ناپاک کہا گیا ہے۔

کتے کے پاک ہونے کے بارہ میں

امام بخاریؒ نے ج ا ص ۲۹ میں کتے کے ذریعہ شکار والی روایت بیان کی۔ اس کی شرح میں علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ اس حدیث سے امام بخاریؒ نے کتے کے پاک ہونے پر دلیل لی۔ (تیسیر الباری ج ا ص ۱۳۶) مگر غیر مقلدین حضرات کتے کو نجس مانتے ہیں۔ چنانچہ ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا کہ اس سے معلوم ہوگیا کہ کتے کا گوشت نجس ہے۔ (فتاویٰ اہل حدیث ج ا ص ۲۳۸ و فتاویٰ علمائے حدیث ج ا ص ۲۱)

جماع کے وقت انزال نہ ہو تو ایسی حالت میں غسل کا مسئلہ

امام بخاریؒ نے ج ا ص ۳۰ پر اذا جامع فلم یمن والی روایت نقل کی۔ اس کی شرح میں علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں انما الماء من الماء والی روایت امام بخاریؒ کے نزدیک منسوخ نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر غسل کر لے تو زیادہ احتیاط ہے لیکن وضو بھی کافی ہے۔ (تیسیر الباری ج ا ص ۱۳۹) جبکہ غیر مقلد حضرات دیگر حضرات کی طرح اس کو منسوخ قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس حالت میں غسل واجب ہے۔ ملاحظہ ہو مرعاۃ المفاتیح ج ا ص ۴۹ ۔ السراج الوہاج ج ا ص ۱۲۴ ۔ عون المعبود ج ا ص ۸۷ ۔ تحفہ الاحوذی ج ا ص ۱۱۱ ۔ فتاویٰ اہل حدیث ج ا ص ۲۵۶)

نیند کی وجہ سے وضو ٹوٹنے کے بارہ میں

امام بخاریؒ نے ج ا ص ۳۴ میں باب الوضوء من النوم قائم کیا۔ اس کی شرح میں علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ امام بخاریؒ کا مذہب یہ معلوم ہوتا ہے کہ نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر ایک دو بار اونگھنے سے یا جھونکا لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (تیسیر الباری ج ا ص ۱۵۹) اور اس کے برخلاف اپنا عقیدہ یہ بتاتے ہیں۔

اہل حدیث نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے کہ لیٹ کر سو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور شکلوں پر سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا (بحوالہ مذکورہ) اور تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۸۰ میں بھی اسی نظریہ کو ترجیح دی گئی ہے۔

منی کے پاک اور ناپاک ہونے کا مسئلہ

امام بخاریؒ کے نزدیک منی ناپاک اور غیر مقلدین کے ہاں پاک ہے۔ امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۳۶ میں باب اذا غسل الجنابۃ او غیرھا فلم یذھب اثرہ قائم کیا۔ اس کی شرح میں علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ اس سے یہ نکلتا ہے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک بھی منی نجس ہے۔ (تیسیر الباری ج ۱ ص ۱۷۰) اور علامہ ابن حجر لکھتے ہیں واستدل بہ المصنف علی ان بقاء الاثر بعد زوال العین فی ازالۃ النجاسۃ وغیرھا لا یضر کہ مصنف نے اس بات پر دلیل قائم کی کہ نجاست وغیرہ کے دور ہونے کے بعد اگر اس کا نشان باقی رہ جاتا ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۳۴۷) مگر اس کے برخلاف غیر مقلدین کے نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک اگرچہ منی پاک ہے مگر جب خشک ہو تو اس کو کھرچ دینا اور تر ہو تو دھو لینا چاہیے۔ (السراج الوہاج ج ۱ ص ۱۳۲) اور مبارک پوری صاحبؒ تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۱۱۳ میں لکھتے ہیں کہ اکثر حضرات کا نظریہ یہ ہے کہ منی پاک ہے اور یہی نظریہ ہے امام شافعی اور اصحاب الحدیث کا۔ الخ۔ اور اسی کے مطابق انہوں نے ابکار المنن میں بحث کی ہے۔ اور کہا کہ منی اس طرح ناپاک نہیں ہے جس طرح امام ابو حنیفہ اور امام مالک کہتے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو دھو کر یا رگڑنے وغیرہ کے ساتھ دور کر دیا جائے۔ (ابکار المنن ص ۴۱)

پانی میں نجاست گرنے کا مسئلہ

پانی میں نجاست گر جانے کے مسئلہ میں امام بخاریؒ نے امام مالکؒ کا اور غیر مقلدین نے امام شافعیؒ کا نظریہ اختیار کیا ہے۔ امام بخاریؒ نے ص ا ج ۳۷ میں

باب ما یقع من النجاسات فی السمن والماء قائم کیا۔ اس کی شرح میں علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ بھی اس مسئلے میں امام مالک کے ساتھ ہیں۔ (تیسیر الباری ج ۱ ص ۱۷۲) (امام مالکؒ کا نظریہ یہ ہے کہ پانی خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ جب اس میں نجاست گر جائے تو جب تک نجاست کا ذائقہ یا رنگ یا بو اس میں ظاہر نہ ہو اس وقت تک وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا) اور غیر مقلدین حضرات نے اس مسئلہ میں امام شافعیؒ کا نظریہ اپنایا ہے جن کے نزدیک اگر پانی دو قلے (پانچ مشک) سے زیادہ ہو تو پھر اگر نجاست کا اثر ظاہر ہو تو ناپاک ہوگا ورنہ نہیں اور اگر پانچ مشک سے کم ہو تو خواہ نجاست کا اثر ظاہر ہو یا نہ ہو ہر صورت میں وہ ناپاک ہو جاتا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں امام مالکؒ کے نظریہ کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے ان احادیث سے ثابت ہوا کہ پانی پاک ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر مگر یہ مذہب صحیح نہیں ہے کیونکہ دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ تھوڑا پانی جو دو قلوں (پانچ مشکوں) سے کم ہو وہ پلیدی سے پلید ہو جاتا ہے خواہ اس کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بھی بدلے۔ (فتاویٰ اہل حدیث ج ۱ ص ۲۲۴۔ فتاویٰ علماء حدیث ج ۱ ص ۱۸) اور اسی نظریہ کو مبارک پوریؒ نے تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۶۲ اور ابکار المنن ص ۱۳ میں اختیار کیا ہے۔

گھی میں چوہا گر جانے کا مسئلہ

اگر چوہا گھی میں گر جائے تو امام بخاریؒ نے اس کا حکم مطلق بتایا ہے۔ اور غیر مقلدین حضرات جمے ہوئے اور غیر جمے ہوئے گھی میں فرق کرتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۳۷ میں دو روایتیں بیان کی ہیں جن میں ذکر ہے کہ اگر چوہا گھی میں گر جائے تو جہاں گرا ہے اس جگہ کو اور اس کے آس پاس کو پھینک دو اور باقی کھاؤ۔ اس کی شرح میں علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں کہ خواہ گھی گاڑھا ہو یا پتلا۔ اہل حدیث میں امام ابن تیمیہ نے یہی فتویٰ دیا ہے۔ (تیسیر الباری ج ۱ ص ۱۷۳) اور دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ امام احمدؒ سے ایک روایت یہ ہے کہ پتلی چیز میں پلیدی نہیں ہوتی جب تک بگڑ نہ جائے۔ امام بخاریؒ کے نزدیک بھی یہی مختار

ہے۔ (تیسیر الباری ج ۷ ص ۳۸۴) جبکہ غیر مقلدین حضرات کا نظریہ اس کے خلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر گرم کھی میں چوہا مر جائے تو اس کے نزدیک نہ جاؤ۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۱ ص ۲۲)

غسل جنابت میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا مسئلہ

امام بخاریؒ کے نزدیک غسلِ جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا واجب نہیں۔ اور غیر مقلدین حضرات کے نزدیک واجب ہے۔

امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۴۰ میں باب المضمضة والاستنشاق فی الجنابة قائم کیا۔ علامہ ابن حجرؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ابن بطال وغیرہ نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ امام بخاریؒ نے اس حدیث سے استنباط کیا ہے کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا دونوں واجب نہیں ہیں۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۳۸۶) اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا واجب نہیں ہے۔ (تیسیر الباری ج ۱ ص ۱۸۸) جبکہ غیر مقلدین حضرات کے نزدیک غسل میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنا واجب ہیں۔ ملاحظہ ہو تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۴۰۔ عون المعبود ج ۱ ص ۳۹۔ مرعاۃ المفاتیح ج ۱ ص ۴۵۴ اور نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں ولا یصح الوضوء والغسل الا بهما کہ وضو اور غسل ان دونوں کے بغیر صحیح ہی نہیں۔ (السراج الوہاج ج ۱ ص ۱۱)

غسل اور وضو کے بعد رومال استعمال کرنا

وضو اور غسل کے بعد رومال استعمال کرنے کے بارہ میں بخاریؒ کی روایت سے کراہت ثابت ہوتی ہے اور غیر مقلدین جائز کہتے ہیں۔

امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۴۰ میں روایات بیان کیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو کپڑا پیش کیا گیا تو آپؐ نے نہ لیا۔ علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں، معلوم ہوا کہ افضل یہی ہے کہ وضو اور غسل میں بدن کپڑے سے نہ

پونچھے۔ (تیسیر الباری ج ا ص ۱۹۸) نیز لکھتے ہیں' امام ابن قیم نے فرمایا کہ وضو کے بعد اعضاء پونچھنے میں کوئی صحیح حدیث نہیں آئی بلکہ غسل کے بعد صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ رومال آیا' آپ نے واپس کر دیا' نہیں پونچھا۔ (تیسیر الباری ج ا ص ۱۸۹) (یہ علامہ ابن القیم کی اپنی تحقیق ہے ورنہ رومال استعمال کرنے کے بارہ میں صحیح روایات بھی موجود ہیں۔ قارن) اور مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں نے کہا کہ غسل کے بعد بدن پونچھنے کی کراہت پر حدیث دلالت کرتی ہے تو وضو کے بعد بھی اس کی وجہ سے کراہت ثابت ہو جائے گی۔ اور مبارک پوری لکھتے ہیں والقول الراجح عندی هو قول من قال بجواز التنشف (تحفة الاحوذی ج ا ص ۵۸) میرے نزدیک راجح ان کا قول ہے جو وضو اور غسل کے بعد بدن پونچھنے کو جائز کہتے ہیں۔ اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' بعضوں نے کہا' پونچھنا نہ پونچھنا دونوں برابر ہیں۔ ہمارے نزدیک یہی مختار ہے۔ (تیسیر الباری ج ا ص ۱۸۹)

وضو میں موالات کا مسئلہ

وضو میں موالات امام بخاریؒ کے نزدیک واجب نہیں اور غیر مقلدین کے نزدیک واجب ہے۔

امام بخاریؒ نے ج ا ص ۴۰ میں باب تفریق الغسل والوضو قائم کیا اس کے بارہ میں علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ای جوازہ (فتح الباری ج ا ص ۳۸۹) یعنی امام بخاریؒ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وضو اور غسل میں اعضاء کو جدا کرنا جائز ہے۔ (یعنی موالات واجب نہیں) اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں یعنی موالاۃ نہ کرنا۔ ابوحنیفہ اور شافعی کے نزدیک موالاۃ واجب نہیں۔ امام بخاریؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔ (تیسیر الباری ج ا ص ۱۴۳) اور عون المعبود میں لکھا ہے کہ وهذا الحديث فيه دليل صريح على وجوب الموالاة (عون المعبود ج ا ص ۶۸) اور اس حدیث میں موالاۃ کے وجوب پر صریح دلیل ہے۔

جنبی اور حائضہ کے قرآن پڑھنے کا مسئلہ

امام بخاریؒ کے نزدیک جنبی اور حائضہ عورت قرآن پڑھ سکتے ہیں۔ اور غیر مقلدین کے نزدیک نہیں پڑھ سکتے۔

امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۴۴ باب تقضی الحائض المناسک کلھا الا الطواف بالبیت قائم کیا۔ اس کی شرح میں علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں ان مراد الاستدلال علی جواز قرأۃ الحائض والجنب ۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۴۲۳) بے شک امام بخاریؒ حائضہ اور جنبی کے لیے قراءت کے جواز پر استدلال کرنا چاہتے ہیں۔ اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں اور امام بخاریؒ کا مذہب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنب اور حائضہ دونوں کو قرآن پڑھنا درست ہے۔ (تیسیر الباری ج ۱ ص ۲۲۶) اور غیر مقلدین حضرات کے نزدیک جنبی اور حائضہ قرآن نہیں پڑھ سکتے۔ چنانچہ مبارکپوری صاحبؒ فرماتے ہیں واکثر العلماء علی تحریمہ انتہی قلت قول الاکثر ھو الراجح (تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۱۲۴) اور اکثر علماء کا نظریہ یہ ہے کہ حرام ہے' میں کہتا ہوں کہ اکثر کا قول ہی راجح ہے۔

ایک سوال کے جواب میں کہا گیا' حیض والی عورت آیت نہ پڑھے بچے کرادے رواں نہ پڑھے کیونکہ قرآن پڑھنے سے نہی آئی ہے۔ (فتاویٰ اہل حدیث ج ۱ ص ۲۶۳ ۔ فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱ ص ۵۴) اور مولانا محمد صادق سیالکوٹی لکھتے ہیں' اس لیے معلوم ہوا کہ جنبی کو بحالت جنابت قرآن کی تلاوت نہیں کرنی چاہیے۔ ہاں قرآن سن سکتا ہے۔ (صلوٰۃ الرسول ص ۴۹)

بے وضو آدمی کا قرآن کریم کو ہاتھ لگانے کا مسئلہ

امام بخاریؒ کے نزدیک بے وضو آدمی کے لیے قرآن کو ہاتھ لگانا درست ہے اور غیر مقلدین کے نزدیک درست نہیں ہے۔

امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۴۳ میں باب قائم کیا باب قراءۃ الرجل فی

حجر امرأته وھی حائض ۔ اور اس کے تحت ایک روایت میں ہے کہ ابو وائل کی خادمہ قرآن کریم کو غلاف کے فیتہ سے پکڑ کر ان کے پاس لاتی تھی۔ حالانکہ وہ حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ اسی سے امام بخاریؒ کا نظریہ واضح کیا گیا کہ ان کے نزدیک بے وضو قرآن کریم کو ہاتھ لگانا درست ہے اور غیر مقلدین کے مشہور عالم اور مشکوۃ شریف کے شارح عبید اللہ مبارک پوری لکھتے ہیں کہ اکثر علماء کے نزدیک بے وضو قرآن کو ہاتھ لگانا درست نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے نزدیک اکثر علماء کا قول ہی راجح ہے اور یہی قرآن کریم کی تعظیم و اکرام کا تقاضہ ہے۔ (مرعاۃ المفاتیح ج ۱ ص ۵۲۲)

حیض کے خون کی رنگت کا مسئلہ

امام بخاریؒ کے نزدیک ایام حیض میں عورت کو زرد یا مٹی رنگ کا جو خون آتا ہے وہ حیض ہی ہوتا ہے اور غیر مقلدین حضرات کے نزیک حیض کے خون کی رنگت سیاہ ہوتی ہے۔

امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۴۶ میں اقبال المحیض وادبارہ قائم کیا۔ اس کے تحت علامہ ابن حجر فرماتے ہیں وفیہ دلالة علی ان الصفرة والکدرة فی ایام المحیض حیض کہ اس میں اس پر دلالت ہے کہ حیض کے ایام میں زرد اور مٹی رنگ کا خون حیض ہی ہے۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۴۳۶) نیز فرماتے ہیں کہ علماء کا ایک گروہ کہتا ہے کہ جب تک خالص سفیدی نہ آئے اس وقت تک حیض ہی ہوگا اور مصنف (امام بخاری) کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ الخ۔ اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' اہل حدیث کا یہ مذہب ہے کہ عورت کو پہلے خون کا رنگ دیکھنا چاہیے۔ حیض کا خون کالا ہوتا ہے اور پہچانا جاتا ہے۔ (تیسیر الباری ج ۱ ص ۲۳۶)

ستر عورت کا مسئلہ

امام بخاریؒ کے نزدیک صرف ذکر اور دبر ستر میں ہیں اور غیر مقلدین کے

نزدیک ران کا اکثر حصہ بھی ستر میں داخل ہے۔

امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۵۳ میں باب ما یستر من العورۃ قائم کیا۔ علامہ ابن حجرؒ اس کے تحت فرماتے ہیں والظاھر من تصرف المصنف انہ یری ان الواجب ستر السوأتین فقط (فتح الباری ج ۲ ص ۲۲) یعنی امام بخاریؒ کے نزدیک صرف ذکر اور دبر کا چھپانا واجب ہے۔ الخ۔ اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں، اور کہتے ہیں عورت صرف قبل اور دبر ہے یعنی ذکر اور خصیے اور مقعد اور امام بخاریؒ کا بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے۔ (تیسیر الباری ج ۱ ص ۲۶۶) اور دوسری جگہ لکھتے ہیں، ایک جماعت علماء نے ران کو ستر نہیں قرار دیا اور امام بخاریؒ کا مذہب بھی یہی ہے۔ (تیسیر الباری ج ۱ ص ۲۴۳) اور نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں واما ضبط العورۃ فی حق الاجانب فعورۃ الرجل مع الرجل ما بین السرۃ والرکبۃ (السراج الوہاج ج ۱ ص ۱۲۸) یعنی آدمی کے لیے ناف سے لے کر گھٹنے تک کا حصہ پردہ ہے۔ اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ امام شوکانیؒ نے کہا کہ ران کا عورت ہونا صحیح ہے اور دلیلوں سے ثابت ہے مگر ناف اور گھٹنا ستر نہیں ہے۔ (تیسیر الباری ج ۱ ص ۲۶۶)

اونٹوں کے باڑہ میں نماز پڑھنے کا مسئلہ

امام بخاریؒ کے نزدیک اونٹوں کے باڑہ میں نماز جائز اور غیر مقلدین کے نزدیک حرام ہے۔

امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۶۱ میں باب الصلوۃ فی مواضع الابل قائم کیا اس کے تحت علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں کہ اس میں امام بخاریؒ نے امام مالک اور امام شافعی کا رد کیا ہے جنہوں نے اونٹوں کے تھان میں نماز مکروہ رکھی ہے۔ اور علامہ صاحب آگے اپنا نظریہ یوں بیان کرتے ہیں اور حق یہ ہے کہ اونٹوں کے تھانوں میں نماز حرام ہے اور جو کوئی وہاں نماز پڑھے اس پر اعادہ لازم ہے۔ ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور اہل حدیث کا یہی قول ہے۔ (تیسیر الباری

مسجدوں کے محراب بنانے کا مسئلہ

بخاریؒ کی روایت سے ثابت ہے کہ مسجد میں محراب بنانا سنت نہیں ہے اور غیر مقلدین کی تقریباً تمام مساجد میں بڑے بڑے محراب بنے ہوئے ہیں۔
امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۷۱ میں روایت نقل کی ہے کہ مسجد نبوی کی دیوار اور منبر کے درمیان اتنا فاصلہ تھا کہ ایک بکری اس سے گزر سکتی تھی۔ اس کے تحت علامہ ابن حجر فرماتے ہیں ولم یکن لمسجدنه محراب (فتح الباری ج ۲ ص ۴۲۱) کہ حضور علیہ السلام کی مسجد کا محراب نہ تھا۔ اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں ' حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مسجد میں محراب اور منبر بنانا سنت نہیں ہے۔ محراب تو بالکل نہ ہونی چاہیے اور منبر لکڑی کا علیحدہ رکھنا چاہیے۔ ہمارے زمانے میں یہ بلا عموماً" پھیل گئی ہے' ہر مسجد میں محراب اور منبر چونے اینٹ سے بناتے ہیں۔
(تیسیر الباری ج ۱ ص ۳۴۲ و ۳۴۳)

عصر کی نماز چھوڑنے والے کو وعید

بخاریؒ کی روایت میں ہے کہ عصر کی نماز چھوڑنے والے کا عمل اکارت ہو جاتا ہے اور غیر مقلدین کہتے ہیں کہ یہ حکم تغلیظاً" ہے۔ امام بخاریؒ نے ج ۱ ۷۸ میں باب من ترک العصر قائم کر کے روایت بیان کی کہ عصر کی نماز چھوڑنے والے کا عمل اکارت ہو جاتا ہے۔ اس کے تحت علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ حنابلہ حدیث کو ظاہر پر رکھتے ہیں اور کہتے ہیں عصر کی نماز چھوڑ دینے والا کافر ہو گیا اور کافر کے تمام نیک کام اکارت ہیں۔ اور علامہ صاحب اس حدیث کے بارہ میں اپنا نظریہ یہ بیان کرتے ہیں۔ یہ حکم بطریق تغلیظ کے ہے۔ عصر کی نماز کا خیال رکھنے کے لیے ورنہ اعمال صالحہ فقط کفر سے اکارت ہوتے ہیں۔
(تیسیر الباری ج ۱ ص ۳۷۴) اور ایک سوال کے جواب لکھا گیا کہ تارک الصلوۃ کو بہت سے علماء نے کافر مرتد کہا ہے اور ان کے ر ا بہت سے علماء ہیں جن میں امام ابو حنیفہ اور ان کے ہم خیال علماء ہیں۔ تارک الصلوۃ کو فاسق فاجر سخت مجرم

قرار دیتے ہیں لیکن کافر مرتد نہیں کہتے ہیں اور آگے لکھا ہے خاکسار کی تحقیق پچھلے گروہ سے متفق ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۴۶۵) اور ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے تارک دو طرح کا ہے اگر استخفاف یعنی اس کو حقیر سمجھ کر تارک ہو تو یہ کفر ہے اور اگر ویسے تارک ہو جیسے عام طور پر لوگ سستی کرتے ہیں تو کافر نہیں بلکہ فاسق و فاجر ہے۔ (فتاویٰ اہل حدیث ج ۲ ص ۲۶۵)

نمازی کے آگے سے گزرنے کا مسئلہ

امام بخاریؒ کے نزدیک نمازی کے آگے سے ہر جگہ گزرنا منع ہے اور غیر مقلدین کے نزدیک بیت اللہ میں نمازی کے آگے سے گزرنا درست ہے۔

امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۷۲ میں باب السترة بمكة وغيرها قائم کیا۔ اس کے تحت علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ امام بخاریؒ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ سترہ لگانا ہر جگہ لازم ہے مکہ میں بھی اور بعض حنابلہ کہتے ہیں کہ مکہ میں نمازی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے۔ شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک ہر جگہ منع ہے۔ امام بخاریؒ کا بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے۔ (تیسیر الباری ج ۱ ص ۳۴۴) جبکہ غیر مقلد عالم ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں' بیت اللہ شریف میں نمازی کے آگے سے گزرنا درست ہے۔ (فتاویٰ اہل حدیث ج ۲ ص ۱۱۷۔ فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۴۷)

عورت کو ہاتھ لگ جانے سے وضو ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کا مسئلہ

بخاریؒ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کو ہاتھ لگ جانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور غیر مقلدین کے نزدیک عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۴۷ میں باب هل يغمز الرجل امرأته عند السجود لكي يسجد میں روایت نقل کی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ اور قبلے کے بیچ میں لیٹی رہتی اور آپ نماز پڑھتے رہتے جب آپ

سجدہ کرنے لگتے تو میرے پاؤں چھو دیتے میں ان کو سمیٹ لیتی۔ اس کی شرح میں علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ اس حدیث سے نکلا کہ اگر نمازی کا کچھ بدن بھی عورت سے لگ جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (تیسیر الباری ج ۱ ص ۳۵۵) اور علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس باب میں ثابت کرتا ہے کہ اگرچہ عورت کا کوئی حصہ مرد کے جسم کے کسی حصہ سے لگ جائے تب بھی نماز درست ہے۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۱۴۰) اور اس بارہ میں اپنا نظریہ علامہ وحید الزمان یوں لکھتے ہیں۔ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آپ نے بے وضو قرآن کی آیتیں پڑھیں اس پر اعتراض ہوا ہے کہ نیند سے آپ کا وضو نہیں جاتا تھا تو بے وضو ہونا کہاں سے معلوم ہوا جواب یہ ہے کہ جب آپ نے وضو کیا تو ظاہر یہی ہے کہ وضو ٹوٹ گیا تھا۔ دوسرے آپ اپنی بیوی کے ساتھ سوئے تھے اور عورت کا چھونا ناقض وضو ہے۔ (تیسیر الباری ج ۱ ص ۱۴۲)

سو کر اٹھنے والے کی نماز قضا ہے یا ادا

نماز کا وقت گزر جانے کے بعد آدمی سو کر اٹھے تو امام بخاریؒ کے نزدیک اس کی نماز قضاء ہوگی اور غیر مقلدین کے نزدیک وہ ادا ہوگی۔

امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۸۳ میں باب من صلی بالناس جماعة بعد ذهاب الوقت قائم کیا اس کا ترجمہ علامہ وحید الزمان کرتے ہیں باب 'وقت گزر جانے کے بعد قضا نماز جماعت سے پڑھنا اور اس سے پہلے باب کے تحت لکھتے ہیں' اس حدیث سے قضاء نماز کے لیے اذان دینا ثابت ہوا۔ اور پھر اپنا نظریہ یہ بیان کرتے ہیں اور اہل حدیث کے نزدیک جس نماز سے آدمی سو جائے یا بھول جائے پھر جاگے یا یاد آئے اور اس کو پڑھے تو وہ ادا ہوگی نہ کہ قضا کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ اس کا وقت وہی ہے جب آدمی جاگا یا اس کو یاد آئی۔ (تیسیر الباری ج ۱ ص ۳۹۸)

اور نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں واما من ترک الصلوة لنوم او نسیان او سهو فقد عرفناک ان فعلها فی وقت الذکر هو الاداء لا

الفضاء (السراج الوہاج ج ا ص ۱۶۳)

ایک اور سوال کے جواب میں کہا گیا جو شخص سو جائے یا بھول جائے جب جاگے یا یاد آئے وہی اس کا وقت ہے۔ خواہ طلوع غروب کا وقت ہو۔ (فتاویٰ اہل حدیث ج ۲ ص ۵۸)

امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کھڑے ہوں یا بیٹھیں

اگر امام بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو امام بخاریؒ کے نزدیک قیام پر قدرت رکھنے والے مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں اور غیر مقلدین کا نظریہ یہ ہے کہ بیٹھ کر پڑھیں۔

امام بخاریؒ نے ج ا ص ۹۱ میں باب حد المریض ان یشھد الجماعۃ قائم کیا۔ اس میں روایت نقل کی کہ حضور علیہ السلام مرض وفات میں مسجد میں تشریف لائے تو حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ جب آپ تشریف لائے تو حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹ گئے اور آپؐ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور حضرت ابوبکرؓ کھڑے تھے۔ اس کے تحت علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں واستدل بہ علی صحۃ صلاۃ القادر علی القیام قائما خلف القاعد (فتح الباری ج ۲ ص ۲۹۸) اس میں بیٹھ کر نماز پڑھانے والے کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی نماز صحیح ہونے پر دلیل ہے۔ اور اس کے برخلاف علامہ وحید الزمان اپنا نظریہ لکھتے ہیں اور امام احمد اور اہل حدیث کا یہی مذہب ہے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدی بھی بیٹھ کر پڑھیں جیسے صحیح قولی حدیث میں وارد ہے۔ (تیسیر الباری ج ا ص ۴۳۹)

امامت کا زیادہ حقدار کون ہے

امام بخاریؒ کے نزدیک قاری کی بہ نسبت عالم امامت کا زیادہ حقدار ہے جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک قاری زیادہ حقدار ہے۔

امام بخاریؒ نے ج ا ص ۹۳ میں باب قائم کیا باب اہل العلم والفضل

احق بالامامة اور اس کی شرح میں علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' بعضوں نے کہا امام بخاریؒ کا وہ مذہب ہے کہ عالم امامت کا زیادہ حقدار ہے بہ نسبت قاری کے۔ (تیسیر الباری ج ۱ ص ۴۴۷) اور اس کے برخلاف مبارک پوری صاحب لکھتے ہیں قلت القول الظاهر الراجح عندی هو تقدیم الاقرء علی الافقه میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک راجح قول یہ ہے کہ افقہ کی بہ نسبت اقرء مقدم ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۱۹۷) اور نواب نور الحسن خانؒ لکھتے ہیں۔ واقدم در امامت اقرء لکتاب اللہ ست پستر اعلم بہ سنت (عرف الجادی ص ۳۶) یعنی عالم کی بہ نسبت قاری مقدم ہے۔ اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں والاقرء لکتاب اللہ احق بها ثم الاعلم بالسنه (کنز الحقائق ص ۲۲)

جمعہ کے دن غسل کا مسئلہ

امام بخاریؒ کے نزدیک جمعہ کے دن غسل سنت ہے اور غیر مقلدین کے نزدیک واجب ہے۔

امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۱۲۰ میں باب فضل الغسل یوم الجمعة قائم کیا۔ اس کے تحت علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ الزین بن المنیر نے کہا کہ امام بخاریؒ نے اس کا حکم ذکر نہیں کیا کیونکہ اس میں اختلاف ہے بلکہ فضل کا باب قائم کیا ہیں جس میں ترغیب مقصود ہوتی ہے اور اسی کے ثبوت پر دلائل متفق ہیں۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۷) اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' اور امام بخاریؒ نے آگے کی حدیث سے اس کا سنت ہونا ثابت کیا ہے۔ (تیسیر الباری ج ۲ ص ۲) اور اس کے برعکس علامہ وحید الزمان اپنا نظریہ یہ لکھتے ہیں جمعہ کے دن غسل کرنا بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو اہل حدیث اور علماء ظاہر کے نزدیک واجب ہے۔ (تیسیر الباری ج ۲ ص ۲) اور نواب نور الحسن خان لکھتے ہیں وبرای جمعہ واجب ست' یعنی جمعہ کے لیے غسل واجب ہے۔ (عرف الجادی ص ۱۴) اور نواب صدیق حسن لکھتے ہیں ولفظ واجب علی کل محتلم ولفظ حق لله علی کل مسلم ینادیان باعلی صوت علی ان غسل یوم الجمعة واجب لا شک فیه ولا

شبهة (السراج الوہاج ج ۱ ص ۲۵۳) یعنی واجب اور حق کے لفظ بابانگ دہل پکار رہے ہیں کہ جمعہ کے دن غسل واجب ہے' اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

وتر اور تہجد ایک ہیں یا علیحدہ علیحدہ

امام بخاریؒ کے نزدیک تہجد اور وتر علیحدہ علیحدہ نمازیں ہیں اور غیر مقلدین کے نزدیک تہجد' تراویح' وتر اور قیام اللیل سب ایک ہیں۔

امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۱۳۵ میں ابواب الوتر قائم کیا اس کے تحت علامہ ابن حجر فرماتے ہیں ولم یتعرض البخاری لحکمه لکن افراده بترجمة عن ابواب التهجد والتطوع یقتضی انه غیر ملحق بها عنده (فتح الباری ج ۲ ص ۱۳۰) کہ امام بخاریؒ نے وتر کا حکم بیان نہیں کیا مگر ابواب تہجد اور تطوع سے علیحدہ عنوان قائم کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ان کے نزدیک علیحدہ ہے۔ اور اس کے برعکس علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' اور صحیح یہ ہے کہ تراویح' تہجد' وتر صلوۃ اللیل سب ایک ہی ہیں۔ (تیسیر الباری ج ۲ ص ۷٦)

جنازہ کے لیے میت کے کس حصہ کے مقابل امام کھڑا ہو

امام بخاریؒ کے نزدیک جنازہ کے لیے امام مرد اور عورت دونوں کی کمر کے مقابل کھڑا ہو اور غیر مقلدین کے نزدیک عورت کی کمر اور مرد کے سر کے مقابل کھڑا ہو۔

امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۱۷۷ میں باب این یقوم من المرأة والرجل قائم کیا اس کے تحت علامہ ابن حجر فرماتے ہیں واراد عدم التفرقة بین الرجل والمرأة یعنی مصنف نے یہ عنوان قائم کر کے یہ بتانا چاہا کہ (اس مسئلہ میں) مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۴۴۵) اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' امام بخاریؒ کے نزدیک مرد اور عورت دونوں کی کمر کے مقابل امام کھڑا ہو۔ (تیسیر الباری ج ۲ ص ۲۹۲) اور علامہ صاحبؒ اپنا نظریہ اس طرح بیان کرتے ہیں' مسنون یہی ہے کہ امام عورت کی کمر کے مقابل کھڑا ہو اور مرد

کے سر کے مقابل۔ (تیسیر الباری ج ۲ ص ۲۹۱) اور ایک سوال کے جواب میں غیر مقلد عالم لکھتے ہیں' اگر میت مرد ہے تو امام اس کے سر کے مقابلہ میں کھڑا ہو اور اگر عورت ہے تو اس کی کمر کے مقابلہ میں کھڑا ہو۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۵ ص ۲۰۸)

مشرکین کی نابالغ اولاد کے بارہ میں

مشرکین کی نابالغ اولاد اگر مرجائے تو امام بخاریؒ کے نزدیک وہ بہشتی ہیں اور بعض غیر مقلدین کے نزدیک وہ دوزخی ہوں گے اور بعض کے نزدیک اس مسئلہ میں توقف ہے۔

امام بخاریؒ نے ج ا ص ۱۸۵ میں باب ما قیل فی اولاد المشرکین قائم کیا اس کے تحت علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے سورۃ الروم کی تفسیر میں جو لکھا ہے وہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے اس قول کو پسند کیا ہے کہ وہ بے شک جنتی ہیں۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۴۸۸) اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' اس حدیث سے امام بخاریؒ نے اپنا مذہب ثابت کیا کہ جب ہر بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے تو وہ اگر بچپنے ہی میں مرجائے تو اسلام پر مرے گا اور جب اسلام پر مرا تو بہشتی ہوگا۔ (تیسیر الباری ج ۲ ص ۳۳۱) اور اس کے برعکس اپنا نظریہ انہوں نے باب اذا اسلم الصبی فمات کے تحت روایت کی تشریح کرتے ہوئے یہ بیان کیا' اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جب بچہ کفر پر مرے تو وہ بھی اپنے کافر ماں باپ کے ساتھ دوزخی بنے گا۔ (تیسیر الباری ج ۲ ص ۳۱۰) اور نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں کہ اس بارہ میں توقف والا نظریہ صحیح ہے۔ (السراج الوہاج ج ۲ ص ۱۴۰)

مزدلفہ میں جمع بین الصلوتین کے لیے اذان و اقامت کا مسئلہ

امام بخاریؒ کے نزدیک مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی جو نمازیں جمع کی جاتی ہیں تو ان میں سے ہر ایک کے لیے الگ الگ اذان اور الگ الگ اقامت

کہنی چاہیۓ جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک وہ دونوں نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں سے ادا کرنی چاہیۓ۔

امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۲۲۷ میں باب قائم کیا ہے باب من اذن واقام لکل واحدة منهما اس کے تحت علامہ ابن حجر لکھتے ہیں وفی الحدیث مشروعیة الاذان والاقامة لکل من الصلوتین اذا جمع بینهما ۔ یعنی اس حدیث میں دو نمازوں کو جمع کرنے والے کے لیے ہر نماز کے لیے اذان و اقامت کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے۔ (فتح الباری ج ۴ ص ۲۷۲) اور علامہ وحید الزمان اس بارہ میں چھ اقوال نقل کرتے ہیں اور ان میں سے تیسرا قول یہ نقل کیا کہ پہلی نماز کے لیے اذان کہے اور دونوں کے لیے الگ الگ تکبیر کہے اور لکھتے ہیں' اور راجح ان سب اقوال میں میرے نزدیک تیسرا قول ہے۔ اور پانچواں قول یہ لکھا کہ ہر نماز کے لیے علیحدہ علیحدہ اذان اور اقامت کہی جاۓ اور لکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے پانچواں قول اختیار کیا۔ تیسیر الباری ج ۲ ص ۵۳۵) اور مبارک پوری صاحبؒ اور نواب صدیق حسن نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو السراج الوہاج ج ۱ ص ۴۶۳۔ تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۱۰۲)

تین دن سے کم مدت میں قرآن کریم ختم کرنے کا مسئلہ

امام بخاریؒ رمضان المبارک میں ہر دن میں ایک بار قرآن کریم ختم کرتے تھے اور غیر مقلدین کے نزدیک تین دن سے کم میں قرآن کریم ختم کرنا مکروہ ہے۔

امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۷۵۵ میں باب فی کم یقرء القرآن قائم کیا۔ اس کے تحت علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے اس باب سے یہ ثابت کیا کہ اس کے لیے کوئی خاص معیار مقرر نہیں ہے۔ تیسیر الباری ج ۶ ص ۵۴۰)

علامہ ابن حجرؒ نے امام بخاری کے متعلق لکھا ہے وکان یختم بالنهار فی کل یوم ختمة کہ ہر دن میں ایک بار قرآن کریم ختم کرتے تھے (مقدمہ فتح

الباری ج ۲ ص ۲۵۳) اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں اور دن کو ایک ختم کرتے (مقدمہ تیسیر الباری ص ۱۱)

اور علامہ وحید الزمان اپنا نظریہ لکھتے ہیں۔ چالیس دن میں ختم کیا جائے، حد سلت روز میں انتہا تین روز میں اس سے کم میں ختم کرنا ہمارے شیخ اہل حدیث نے مکروہ جانا ہے اور ادب اور تعظیم کے بھی خلاف ہے۔ (تیسیر الباری ج ۳ ص ۱۳۱) اور دوسری جگہ لکھتے ہیں اور اہل حدیث نے تین دن سے جلد میں قرآن کا ختم کرنا مکروہ رکھا ہے۔ (تیسیر الباری ج ۶ ص ۵۳۵)

آیات کے شان نزول والی روایت کا حکم

امام بخاریؒ کے نزدیک اگر صحابی کہے کہ آیت کا شان نزول یہ ہے تو یہ مرفوع روایت کے حکم میں ہے اور غیر مقلدین کے نزدیک شان نزول کا ذکر بعض جگہ اجتہادی ہوتا ہے۔ مشہور غیر مقلد مولانا حافظ محمد صاحب محدث گوندلویؒ لکھتے ہیں، اگر کوئی راوی آنحضرت کی طرف نسبت نہ کرے اور یہ کہے کہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے تو یہ قول امام بخاریؒ کے ہاں مرفوع کے حکم میں ہوگا۔ اور پھر آگے اپنا نظریہ اس کے خلاف یوں بیان کرتے ہیں، میرا خیال ہے کہ شان نزول کا ذکر بعض جگہ اجتہادی ہوتا ہے۔ (خیر الکلام ص ۲۵۶ و ص ۲۵۷)

غزوہ خندق کس سن میں ہوا

امام بخاریؒ کے نزدیک غزوہ خندق شوال ۴ھ میں ہوا اور غیر مقلدین کے نزدیک ۵ھ میں ہوا۔

امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۵۸۸ میں باب غزوة الخندق وهي الاحزاب قال موسى بن عقبة كانت في شوال سنة اربع غزوہ خندق کو احزاب بھی کہتے ہیں اور موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ وہ شوال ۴ھ میں ہوا۔ اور غیر مقلد مبارک پوری خاندان کے عظیم فرزند مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری اپنی انعام یافتہ کتاب میں لکھتے ہیں، غزوہ خندق صحیح ترین قول کے مطابق شوال ۵ھ میں

پیش آیا تھا۔ (الرحیق المختوم ص ۴۲۴)

میقات سے پہلے احرام باندھنے کا مسئلہ

امام بخاریؒ کے نزدیک حج اور عمرہ کا احرام میقات سے ہونا چاہیے، اس سے پہلے جائز نہیں ہے اور غیر مقلدین کے نزدیک اس سے پہلے بھی جائز ہے۔

امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۲۰۶ میں باب فرض مواقیت الحج والعمرة قائم کیا۔ اس کے تحت علامہ ابن حجر فرماتے ہیں وھو ظاھر نص المصنف وانہ لا یجیز الاحرام بالحج والعمرة من قبل المیقات کہ مصنف نے صراحت کی کہ فرض کا معنی قدر یا اوجب ہے اور یہ بھی کہ حج اور عمرہ کا احرام میقات سے پہلے باندھنا جائز نہیں ہے۔ (فتح الباری ج ۴ ص ۳۶) اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں، شاید امام بخاریؒ کا مذہب یہ ہے کہ میقات سے پہلے احرام باندھنا درست نہیں ہے۔ (تیسیر الباری ج ۲ ص ۴۳۸)

اور نواب صدیق حسن لکھتے ہیں ویجوز الاحرام بالحج بما فوق المیقات ابعد من مکة سواء دویرة اھلہ وغیرھا ومن المیقات افضل اور حج کا احرام میقات سے پہلے بھی جائز ہے خواہ اپنے گھر سے باندھے یا اس کے علاوہ کسی اور جگہ سے اور میقات سے باندھنا افضل ہے۔ (السراج الوہاج ج ۱ ص ۴۰۵)

وتروں سمیت تہجد کی تیرہ رکعات

بخاریؒ کی روایت میں وتروں سمیت تہجد کی تیرہ رکعتیں بھی ثابت ہیں مگر غیر مقلدین کا اصرار ہے کہ وتروں سمیت تہجد کی گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں ہیں۔

امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۱۶۰ میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت نقل کی جس میں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھی تو آپ نے وتر سمیت تیرہ رکعات پڑھیں۔ پھر آپ لیٹ گئے جب مؤذن آیا تو

آپ اٹھے تو آپ نے دو رکعت (فجر کی سنتیں) ادا کیں پھر صبح کی نماز کے لیے چلے گئے۔ تہجد کے متعلق بحث کرتے ہوئے علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ثم ان روایۃ الباب فیھا التصریح بذکر الرکعتین ست مرات ثم قال ثم اوتر و مقتضاہ انہ صلی ثلاث عشرۃ رکعۃ یعنی باب کے تحت جو روایت ذکر کی گئی ہے اس میں صراحت ہے کہ آپؐ نے چھ مرتبہ دو دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر کہا پھر وتر پڑھے اور اس سے یہی نکلتا ہے کہ بے شک آپ نے تیرہ رکعات پڑھیں۔ (فتح الباری ج ۳ ص ۳۶) اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں 'اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آپ کبھی تہجد کی تیرہ رکعتیں بھی پڑھتے۔ (تیسیر الباری ج ۲ ص ۲۰۳) اور غیر مقلد عالم نواب نورالحسن خان لکھتے ہیں' و در رمضان و غیر رمضان آں زیادہ بریا زدہ رکعت بہ ثبوت نرسیدہ' یعنی رمضان و غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ کا ثبوت نہیں ہے۔ (عرف الجادی ص ۳۳)

محرم کا بحالت احرام نکاح کرنے کا مسئلہ

امام بخاریؒ کے نزدیک محرم آدمی بحالت احرام نکاح کر سکتا ہے جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے۔

امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۲۴۸ میں باب تزویج المحرم قائم کیا اس کے تحت علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کانہ یحتج الی الجواز گویا کہ امام بخاریؒ نے جواز کی دلیل دی ہے۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۶۹) اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں اس مسئلہ میں امام بخاریؒ امام ابو حنیفہ اور اہل کوفہ سے متفق ہیں کہ محرم کو عقد کرنا درست ہے۔ (تیسیر الباری ج ۳ ص ۴۲) اور غیر مقلدین کے نزدیک بحالت احرام نکاح کرنا درست نہیں ہے۔ چنانچہ مبارک پوری صاحبؒ لکھتے ہیں کہ جمہور کا قول یہ ہے کہ محرم نکاح نہیں کر سکتا۔ وھو قول الجمھور وھو الراجح عندی اور یہی قول ہے جمہور کا اور میرے نزدیک یہی راجح ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۸۸) اور اسی نظریہ کی تائید نواب صدیق حسن خان نے السراج الوہاج ج ۱ ص ۵۲۶ و ۵۲۷) میں کی ہے۔ اور اسی نظریہ کو عون المعبود ج ۲

ص ۱۰۷ میں اور مرعاۃ المفاتیح ج ۷ ص ۷۷ میں اختیار کیا گیا ہے۔

احتکار کا مسئلہ

امام بخاریؒ کے نزدیک احتکار (غلہ سٹاک کرنا) جائز ہے اور غیر مقلدین کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۲۸۶ میں باب ما یذکر فی بیع الطعام والحکرۃ قائم کیا اس کے تحت علامہ ابن حجر نے فتح الباری ج ۵ ص ۲۵۱ میں لکھا جس کا ترجمہ علامہ وحید الزمان نے کیا ہے' حافظ نے کہا' امام بخاریؒ نے احتکار کا جواز ثابت کیا اور آگے لکھتے ہیں اور شاید ان کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں ہے جس کو امام مسلم نے معمر بن عبد اللہ سے مرفوعاً" نکالا کہ احتکار وہی کرتا ہے جو گناہ گار ہوتا ہے۔ (تیسیر الباری ج ۳ ص ۲۳۰)

اور غیر مقلدین کے نزدیک احتکار ممنوع ہے۔ چنانچہ مبارک پوری صاحبؒ لکھتے ہیں قال الشوکانی وظاھر احادیث الباب ان الاحتکار محرم من غیر فرق بین القوت الآدمی والدواب و بین غیرہ - امام شوکانی نے کہا کہ اس باب کی احادیث سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ احتکار حرام ہے خواہ آدمیوں کی خوراک ہو یا چوپایوں کی یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز ہو۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۲۵۴) اور اس کے مطابق السراج الوہاج ج ۲ ص ۱۹ میں لکھا ہے' اور ایک سوال کے جواب میں کہا گیا' احتکار ممنوع اور حرام ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ۲ ص ۱۷۰)

تلقی الرکبان کی صورت میں بیع کا حکم

امام بخاریؒ کے نزدیک تلقی الرکبان کی صورت میں بیع باطل ہے اور غیر مقلدین کے نزدیک تلقی ممنوع ہونے کے باوجود بیع فاسد نہیں ہوتی۔

امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۲۸۹ میں باب النھی عن تلقی الرکبان و ان بیعہ مردود قائم کیا۔ اس کے تحت علامہ ابن حجر لکھتے ہیں جزم المصنف بان

البیع مردود بناء علی ان النهی یقتضی الفساد مصنف نے قطعی طور پر کہا کہ بے شک اس صورت میں بیع مردود ہے اور اس کا مدار اس پر ہے کہ نہی فساد کا تقاضہ کرتی ہے۔ (فتح الباری ج ۵ ص ۲۷۷) اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' امام بخاریؒ کے نزدیک ایسی صورت میں بیع باطل اور لغو ہے۔ (تیسیر الباری ج ۳ ص ۲۴۸) جبکہ غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں واقول فی الحدیث دلیل علی ان التلقی محرم و قد اختلف فی هذا النهی هل یقتضی الفساد ام لا فقیل یقتضی وقیل لا وهو الظاهر لان النهی ههنا لامر خارج وهو لا یقتضیه اور میں کہتا ہوں کہ حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ تلقی حرام ہے اور اس نہی کے بارہ میں اختلاف کیا گیا کہ کیا وہ بیع کے فساد کا تقاضہ کرتی ہے یا نہیں۔ کسی نے کہا کہ تقاضہ کرتی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نہیں کرتی اور یہی ظاہر ہے۔ اس لیے کہ نہی خارجی امر کی وجہ سے ہے اور وہ بیع کے فساد کا تقاضہ نہیں کرتی۔ (السراج الوہاج ج ۲ ص ۱۷) اور اس کے مثل نظریہ مبارک پوری صاحبؒ نے تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۲۳۱ میں لکھا ہے اور نواب نور الحسن خان نے بھی اس صورت میں بیع کو مردود نہیں کہا بلکہ کہا کہ ایسی صورت میں جب قافلہ بازار پہنچ جائے تو بائع کو بیع رد کرنے کا اختیار ہوگا۔ (ملاحظہ ہو عرف الجادی ص ۱۳۹)

ام القری کس کو کہتے ہیں

امام بخاریؒ کے نزدیک ام القری مکہ اور اس کے گرد بستیوں کو کہتے ہیں جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک ام القری صرف مکہ کو کہتے ہیں۔

امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۷۰۳ میں باب قوله انک لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء کے تحت روایت میں کہا ام القری مکة وما حولها کہ ام القری مکہ اور اس کے گرد بستیوں کو کہتے ہیں۔ اس پر رد کرتے ہوئے علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' مکہ شریف حجاز کی سب بستیوں سے بڑا شہر ہے اس لیے اس کو ام القری کہنے لگے لیکن مکہ کے گرد کی بستیوں کو ام القری نہیں

کہتے۔ معلوم نہیں امام بخاریؒ نے یہ کیسے کہا کہ وہ بھی ام القری ہیں۔ (تیسیر الباری ج ۶ ص ۲۹۳)

مکہ والوں کو عمرہ کا احرام کہاں سے باندھنا چاہیے

امام بخاریؒ کے نزدیک مکہ والے جس طرح حج کا احرام مکہ سے باندھتے ہیں اسی طرح عمرہ کا احرام بھی مکہ سے باندھیں جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک عمرہ کے احرام کے لیے مکہ سے نکل کر حل کے رقبہ سے احرام باندھنا واجب ہے۔

امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۲۰۶ میں باب مهل اهل مكة للحج والعمرة قائم کیا اور اس کے تحت روایت میں بیان کیا حتى اهل مكة من مكة کہ مکہ والے مکہ ہی سے احرام باندھیں۔ اور حج اور عمرہ کے احرام کا فرق نہیں رکھا اس کے برخلاف علامہ ابن حجر لکھتے ہیں واما المعتمر فيجب عليه ان يخرج من ادنى الحل کہ مکی آدمی عمرہ کرنا چاہے تو اس پر واجب ہے کہ قریب ترین حل کے رقبہ کی طرف جائے (اور وہاں سے احرام باندھے) (فتح الباری ج ۴ ص ۱۲۹) مبارک پوری صاحبؒ حافظ ابن حجر کی عبارت نقل کرتے ہیں، اور یہی ان کا نظریہ ثابت ہوتا ہے قال فثبت بذالك ان ميقات مكة للعمرة الحل اس سے ثابت ہوا کہ عمرہ کے لیے مکہ کی میقات حل ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۱۱۵) اور نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں واما ميقات المكي للعمرة فادنى الحل بہرحال عمرہ کے لیے مکی کا میقات حل کی قریب ترین جگہ ہے۔ (السراج الوہاج ج ۱ ص ۴۰۴)

بسم اللہ ہر سورت کی جز ہے یا نہیں

امام بخاریؒ کے نزدیک بسم اللہ ہر سورت کی جز نہیں ہے اور غیر مقلدین کے نزدیک ہر سورت کی جز ہے۔

امام بخاریؒ نے سورۃ اقرأ کی تفسیر میں ج ۲ ص ۷۳۹ میں لکھا قال اكتب في المصحف في اول الامام بسم الله الرحمن الرحيم کہ حسن

بصریؒ نے کہا مصحف میں سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ۔ اس کے تحت علامہ ابن حجر لکھتے ہیں اراد ان یبین انہ لا تجب البسملۃ فی اول کل سورۃ بل من قرء البسملۃ فی اول القرآن کفاہ فی امتثال الامر امام بخاریؒ یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ بے شک ہر سورۃ کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ جس نے قرآن کریم کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھ لی تو حکم پورا کرنے کے لیے اس کے لیے یہی کافی ہے۔ (فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۴۳) اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' امام بخاریؒ رحمتہ اللہ کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب سورۃ اقرأ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اپنے رب کے نام سے پڑھ تو ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا ضروری نہیں بلکہ شروع میں ایک بار پڑھ لینا کافی ہے۔ (تیسیر الباری ج ۶ ص ۴۷۰) اور اس کے برخلاف نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں وفی ھذا الحدیث ان البسملۃ فی اوائل السور من القران کہ اس حدیث میں ہے کہ بیشک سورتوں کی ابتداء میں بسم اللہ قرآن کریم کا حصہ ہے۔ (السراج الوہاج ج ۱ ص ۱۹۴) اور نواب نورالحسن خان لکھتے ہیں' وحق آن ست کہ بسملہ قرآن ست و آیتی ست از ہر سورۃ۔ حق بات یہ ہے کہ بسم اللہ قرآن کریم کا حصہ ہے اور ہر سورۃ کی ایک آیت ہے۔ (عرف الجادی ص ۲۶) اور ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا' پس قرآن مجید میں ہر سورت کے شروع میں اس کا لکھنا بطور جزئیت ہوا اور جب لکھنا بطور جزئیت ہوا تو اس سے جہراً پڑھنا بھی ثابت ہوگا کیونکہ اصل یہی ہے کہ جیسے باقی اجزا جہراً پڑھے جاتے ہیں ایسے ہی بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ ہاں جہراً پڑھنا ضروری نہیں کیونکہ آہستہ پڑھنا بھی ثابت ہے مگر اس سے بھی عدم جزئیت لازم نہیں آتی۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۱۰)

حیض کی حالت میں دی گئی طلاق کا مسئلہ

امام بخاریؒ کے نزدیک حیض میں دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور غیر مقلدین کے نزدیک نہیں ہوتی۔

امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۷۹۰ میں باب اذا طلقت الحائض یعتد بذالک الطلاق قائم کیا اور ج ۲ ص ۸۰۳ میں باب مراجعۃ الحائض قائم کیا جس سے واضح ہے کہ ان کے نزدیک حیض کی حالت میں دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اس کے تحت علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' مطلب یہ ہے کہ اس کا طلاق شمار ہوگا۔ (تیسیر الباری ج ۷ ص ۲۳۶) اس کے برعکس غیر مقلدین کا نظریہ یہ ہے کہ ایسی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' اور ظاہریہ اور اہل حدیث اور امامیہ اور ہمارے مشائخ میں سے امام ابن تیمیہ ابن قیم ابن حزم علیہم الرحمہ اور محمد باقر اور جعفر صادق اور ناصر علیہم السلام اور اہل بیت کا یہ قول ہے کہ اس طلاق کا شمار نہ ہوگا اس لیے کہ یہ بدعی اور حرام تھا۔ شوکانی اور محققین اہل حدیث نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ (تیسیر الباری ج ۷ ص ۲۴۳) اور اسی طرح انہوں نے لکھا کہ عدم وقوع کا قول راجح ہے۔ (کنز الحقائق ص ۶۸) اور ایک جگہ لکھتے ہیں اور اہل حدیث کے نزدیک تو حیض کی حالت میں طلاق دینا لغو ہے طلاق نہ پڑے گی۔ (تیسیر الباری ج ۷ ص ۲۳۵) اور اسی جیسا نظریہ نواب نور الحسن خان نے لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو عرف الجادی ص ۱۱۸۔۱۱۹

اگر عورت خاوند سے پہلے مسلمان ہو جائے تو ان کے نکاح کا مسئلہ

امام بخاریؒ کے نزدیک اگر میاں بیوی پہلے مسلمان نہ تھے اب ان میں سے بیوی پہلے مسلمان ہو گئی تو اسلام قبول کرتے ہی دونوں کے درمیان فرقت ہو جائے گی اور غیر مقلدین کے نزدیک عورت کے اسلام قبول کرتے ہی ان کا نکاحی تعلق ختم نہیں ہوتا بلکہ عورت کی عدت ختم ہونے تک باقی رہتا ہے۔

امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۷۹۶ میں باب اذا اسلمت المشرکۃ او النصرانیۃ تحت الذمی او الحربی قائم کیا اس کے تحت علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ اس میں اختلاف ہے کہ اگر عورت مسلمان ہو جائے تو فی الفور ان دونوں کا تعلق ختم ہو جاتا ہے یا نہیں۔ ومیل البخاری الی ان الفرقۃ تقع بمجرد الاسلام اور امام بخاریؒ کا میلان اس طرف ہے کہ صرف اسلام قبول کر لینے

کے ساتھ ہی تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۳۴۰) اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں یعنی مجرد اسلام سے نکاح فسخ ہو جائے گا۔ اگرچہ ایک گھڑی کا تقدم اور تاخر ہو امام ابو حنیفہ اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے اور امام بخاری کا میلان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔ (تیسیر الباری ج ۷ ص ۱۹۹) اس کے برخلاف اپنا نظریہ علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں، لیکن اہل حدیث کا قول یہ ہے کہ عدت پوری ہونے تک فسخ نہ ہوگا۔ اگر عدت کے اندر خاوند بھی مسلمان ہو جائے تو نکاح باقی رہے گا۔ امام مالک اور امام شافعی اور ہمارے امام احمد بن حنبل نے اسی کو اختیار کیا ہے اور یہی صحیح ہے۔ (تیسیر الباری ج ۷ ص ۱۹۹) اور یہی نظریہ عون المعبود ج ۲ ص ۲۳۹ میں اختیار کیا گیا ہے۔

تین طلاقوں کا مسئلہ

امام بخاریؒ کے نزدیک اگر آدمی نے عورت کو تین طلاقیں دیں خواہ اکٹھی دیں یا متفرق دیں تو تینوں واقع ہو جاتی ہیں اور غیر مقلدین کے نزدیک اکٹھی دی ہوئی تین طلاقیں ایک ہوتی ہیں۔

امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۷۹۱ میں باب قائم کیا باب من اجاز الطلاق الثلاث اس کے تحت علامہ ابن حجر لکھتے ہیں۔ والذی یظھر لی انه کان اراد بالترجمة مطلق وجود الثلاث مفرقة کانت او مجموعة اور جو بات میرے لیے ظاہر ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ بے شک اس (امام بخاری) نے ترجمہ میں مطلق تین کا پایا جانا مراد لیا ہے۔ خواہ جدا جدا ہوں یا اکٹھی ہوں۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۲۸۱) اور اس باب کے تحت جتنی روایات امام بخاریؒ نے پیش کی ہیں ان تمام سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہر حال میں تین طلاقوں کو تین ہی شمار کرتے ہیں اسی وجہ سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ اس حدیث سے اگر امام بخاریؒ نے یہ دلیل لی ہے کہ عورت کو تین طلاق سنت کے موافق دینا درست ہے تب تو یہ استدلال صحیح ہے اور اگر یہ دلیل لی ہے کہ تین طلاق یکبارگی دے دینے سے تینوں پڑ جاتے ہیں تو یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔

(تیسیر الباری ج ۷ ص ۱۷۲) امام بخاریؒ کے نظریہ کے برخلاف غیر مقلدین کا نظریہ یہ ہے' ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا۔ مسطورہ مسئولہ میں واضح ولائح ہو کہ زید نے اگر اپنی منکوحہ کو کسی نزاع پر ایک ہی مجلس میں بلفظ واحد یا طہر واحد میں تین طلاقیں دے دی ہیں اور پھر وہ نادم و پشیمان ہوتا ہے تو اپنی منکوحہ کو وہ عدت میں رجوع کر سکتا ہے اور یہ تین طلاقیں حکم میں ایک طلاق رجعی کے ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۲۳۱) اور ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا یہ طلاق رجعی ہوئی اس واسطے کہ ایک جلسہ میں تین طلاق دینے سے صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ۳ ص ۳۹) اور اس نظریہ کا پرچار تقریباً تمام غیر مقلدین کرتے ہیں۔

دو ہاتھ سے مصافحہ

امام بخاریؒ کے نزدیک مصافحہ دونوں ہاتھ سے کرنا چاہیے اور غیر مقلدین حضرات کے نزدیک مصافحہ ایک ہاتھ سے ہونا چاہیے۔

امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۹۲۶ میں باب المصافحہ اور باب الاخذ بالیدین قائم کیے۔ اس سے واضح ہے کہ ان کے نزدیک مصافحہ دونوں ہاتھ سے ہونا چاہیے اور علامہ ابن حجر نے بھی اسی بحث کے تحت امام بخاری کے اسی نظریہ کو ثابت کیا ہے۔ ملاحظہ ہو (فتح الباری ج ۱۳ ص ۴۶۵) اور بخاری کے اس انداز کو دیکھ کر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ مصافحہ دونوں ہاتھ سے اور ایک ہاتھ سے دونوں طرح سنت ہے۔ (تیسیر الباری ج ۸ ص ۱۷۹) مگر غیر مقلدین کا نظریہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا۔ تشریح بعد حمد و صلوٰت کے واضح ہو کہ مصافحہ کے بارے میں اگرچہ رواج تو ایسا ہی ہو رہا ہے کہ اکثر آدمی دونوں ہاتھ سے کرتے ہیں اور اس کو اچھا بھی سمجھتے ہیں۔ لیکن حدیثوں کی رو سے ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کرنا ثابت ہوتا ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۹۱) اور پھر آگے لکھا ہے ھوالموفق جواب صحیح ہے بے شک مصافحہ کا طریقہ مسنون یہی ہے کہ ایک ہاتھ سے یعنی داہنے ہاتھ سے کیا جائے اور دونوں

ہاتھوں سے مصافحہ کرنا کسی حدیث مرفوع صحیح سے ثابت نہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۹۵)

رضاعت کا مسئلہ

امام بخاریؒ کے نزدیک بچہ تھوڑا بہت جتنا بھی کسی عورت کا دودھ پیئے اس سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک ایک دو بار پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۷۶۴ میں باب من قال لا رضاع بعد حولین لقوله تعالٰی حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعة وما یحرم من قلیل الرضاع وکثیرہ قائم کیا ہے جس سے ان کا نظریہ واضح ہے کہ تھوڑے بہت ہر قسم کے دودھ سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں وھذا مصیر منه الی التمسک بالعموم الوارد فی الاخبار مثل حدیث الباب وغیرہ وھذا قول مالک وابی حنیفة الخ (فتح الباری ج ۹ ص ۴۹) یعنی امام بخاریؒ نے بھی امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ کی طرح اس بارہ میں عموم کا قول کیا ہے۔ اور علامہ وحید الزمان مرحوم لکھتے ہیں امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ اور اکثر علماء کا یہی قول ہے۔ مگر اس کے برخلاف اپنا نظریہ یہ لکھتے ہیں لیکن امام شافعی اور امام احمد اور اسحاق اور ابن حزم اور اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ کم سے کم پانچ بار دودھ چوسنا حرمت کے لیے ضرور ہے (تیسیر الباری ج ۷ ص ۳۲) اور اسی نظریہ کو نواب صدیق حسن خان نے السراج الوہاج ج ۱ ص ۵۷۸ میں اختیار کیا ہے۔ اور ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا کہ اس میں تین اقوال ہیں۔ (۱) مطلقاً رضاعت ثابت ہو جاتی ہے (۲) تین دفعہ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے (۳) پانچ دفعہ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ اور پھر لکھا ہے کہ دلائل کی رو سے تیسرا مذہب راجح ہے اور پہلے دو مذہب کمزور ہیں (فتاویٰ اہل حدیث ج ۳ ص ۱۸۰) اور دوسری جگہ جواب دیا گیا' الجواب: زید اور حمیدہ کا نکاح آپس میں جائز ہے اور ایک دفعہ دودھ پلانے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں

ہوتی (فتاویٰ نذیریہ ج ۳ ص ۱۵۲)

قارئین کرام! ان کے علاوہ بھی بہت سے مسائل ہیں جن میں غیر مقلدین حضرات نے امام بخاریؒ سے اختلاف کیا ہے اور ان اختلافات پر ہم کسی قسم کا تبصرہ نہیں کرتے بلکہ اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں' زبان میری ہے بات ان کی
انہی کی محفل سنوارتا ہوں' چراغ میرا ہے رات ان کی

دوسرا باب

غیر مقلدین کے بخاری کے بارہ میں نظریات

امام بخاریؒ نے کئی مقام میں غلطی کی اور ان کو شک ہوا

(۱) امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۳۹ میں باب من بدء بالحلاب او الطیب عند الغسل قائم کیا۔ اس کے تحت علامہ ابن حجر اسماعیلی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ابو عبد اللہ یعنی بخاری پر رحم فرمائے اور کون غلطی سے بچ سکتا ہے۔ اس نے سمجھا کہ حلاب ایک قسم کی خوشبو ہے۔ وانما الحلاب اناء حالانکہ حلاب تو ایک برتن ہے۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۳۸۳) اور اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ اکثر لوگوں نے یہ کہا ہے کہ عالم گو وہ کتنا ہی بڑا عالم ہو غلطی اور خطا سے محفوظ نہیں ہے۔ امام بخاری سے بھی اس مقام پر غلطی ہوئی۔ انہوں نے حلاب کے معنی حدیث میں یہ سمجھے کہ وہ کوئی لگانے کی چیز ہے حالانکہ حلاب ایک برتن کو کہتے ہیں۔ (تیسیر الباری ج ۱ ص ۱۸۷)

(۲) امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۱۳۲ میں باب فضل العمل فی ایام التشریق قائم کیا اور اس میں واذکروا اللہ فی ایام معلومات کے الفاظ نقل کیے۔ اس کے تحت علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ پر اعتراض کیا گیا کہ انہوں نے واذکروا اللہ فی ایام معلومات کے الفاظ کہے ہیں حالانکہ قرآن کریم میں تو ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات کے الفاظ ہیں۔ (فتح الباری ج ۳ ص ۱۱۰) اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں، یعنی سورۃ حج میں ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات اور امام بخاریؒ نے جو واذکروا اللہ کہا۔ اس لفظ سے قرآن میں نہیں ہے۔ (تیسیر الباری ج ۲ ص ۵۹)

(۳) امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۱۶۲ میں باب اذا قیل للمصلی تقدم او انتظر فانتظر فلاباس قائم کیا۔ یعنی نمازی کو اگر کوئی باہر سے یہ کہے کہ آگے ہو جا یا کہے کہ انتظار کر تو اس نے انتظار کی تو کوئی حرج نہیں۔ اس کے تحت انہوں نے حدیث لائی فقیل للنساء لا ترفعن رؤسکن حتی یستوی الرجال جلوسا کہ عورتوں سے کہا گیا کہ تم مردوں کے اٹھ بیٹھنے تک سجدہ سے اپنے سر نہ اٹھایا کرو۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک یہ کلام عورتوں سے اس وقت کہا گیا جب کہ وہ نماز کی حالت میں تھیں۔ اس پر علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ اسماعیلی نے کہا کہ امام بخاریؒ نے یہ خیال کیا کہ یہ خطاب عورتوں سے اس وقت کیا گیا جبکہ وہ نماز میں تھیں۔ حالانکہ ان کا خیال صحیح نہیں ہے۔ (فتح الباری ج ۳ ص ۳۲۸) امام بخاری کی جانب سے جو جواب علامہ ابن حجر نے دیا اس کا خلاصہ علامہ وحید الزمان یوں کرتے ہیں۔ اس حدیث میں یہ کہاں ہے کہ عورتوں سے اس وقت کہا جاتا جب وہ نماز میں ہوتیں تو باب کا مطلب حدیث سے نکلنا دشوار ہے اور اس کی توجیہ یوں ہے کہ امام بخاری کی عادت ہے کہ گو لفظ میں دو احتمال ہوتے ہیں جب بھی وہ اس سے دلیل لیتے ہیں۔ (تیسیر الباری ج ۲ ص ۲۱۵)

(۴) امام بخاری نے ج ۱ ص ۴۰۳ میں باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزو قائم کیا۔ اس کے تحت لکھا کہ تزفر کا معنی ہے کہ عورتیں سیتی تھیں۔ (یعنی پھٹی ہوئی مشکوں کو سیتی تھیں) اس پر علامہ وحید الزمانؒ لکھتے ہیں' یہ صحیح نہیں تزفر کا معنی یہ ہے کہ اٹھا کر لاتی تھی۔ (تیسیر الباری ج ۴ ص ۹۸) علامہ ابن حجر بھی فرماتے ہیں کہ یہ معنی کرنے کی وجہ سے امام بخاری پر گرفت کی گئی ہے۔ (فتح الباری ج ۶ ص ۴۲۰)

(۵) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۶۵۸ میں باب وان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامی قائم کیا اور اس کے تحت ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں قالت عائشة و قول اللہ تعالٰی فی آیة اخرٰی و ترغبون ان تنکحوھن کہ

ام المومنینؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں ارشاد فرمایا وترغبون ان تنکحوھن اس پر گرفت کرتے ہوئے علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' یہ ظاہر ہے کہ امام بخاری کی روایت میں کچھ غلطی ہوئی ہے کیونکہ وترغبون ان تنکحوھن اسی آیت ویستفتونک فی النساء میں ہے۔ حافظ نے کہا' راویوں کے سہو سے امام بخاری کی روایت میں کچھ عبارت رہ گئی ہے۔ (تیسیر الباری ج ۶ ص ۸۰) علامہ ابن حجر نے بھی لکھا ہے کہ صلح کی روایت میں اس طرح ہے' حالانکہ یہ دوسری آیت میں نہیں بلکہ اسی آیت میں ہے۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۳۰۸)

(۶) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۶۶۵ میں باب ما جعل اللہ من بحیرۃ میں لکھا ہے کہ المائدہ اصل میں مفعول کے معنی میں ہے جیساکہ عیشۃ راضیۃ (راضیہ مفعول کے معنی میں ہے) اور تطلیقۃ بائنۃ (بائنہ مفعول کے معنے میں ہے) اس پر گرفت کرتے ہوئے علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں بائنہ کی تفصیل صحیح نہیں ہے۔ (تیسیر الباری ج ۶ ص ۱۱۶) اور علامہ ابن حجر نے بھی ابن التین کا قول نقل کر کے اس کی تردید کی اور کہا فھی فاعل علی بابھا یعنی یہ فاعل ہی ہے (مفعول کے معنی میں نہیں ہے) (فتح الباری ج ۹ ص ۳۵۲)

(۷) امام بخاری نے ج ۲ ص ۷۳۲ میں باب ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا قائم کیا۔ اس کے تحت روایت کی۔ انہوں نے جو سند نقل کی اس میں ایک راوی عطاء ہے۔ اس کے تحت علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ یہ راوی اصل میں عطاء خراسانی ہے مگر امام بخاری نے یہ سمجھ لیا کہ یہ عطاء بن ابی رباح ہے۔ (فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۹۳۔ ۲۹۴) اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں عطاء خراسانی تو ضعیف ہے۔ امام بخاری کی شرط پر نہیں۔ اور آگے لکھتے ہیں' شاید امام بخاری نے اس کو عطاء ابن ابی رباح سمجھا۔ یہ ان سے غلطی ہوئی۔ (تیسیر الباری ج ۶ ص ۴۳۵)

(۸) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۸۶۷ میں باب الثیاب البیض کے تحت روایت نقل کی اور اس کے بعد کہا' اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو بندہ مرتے وقت یا اس سے پہلے سب گناہوں سے توبہ کرے اور شرمندہ ہو اور لَاإِلٰهَ إِلَّا اللہ کہے تو اللہ اس کو بخش دے گا۔ اس پر علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں' یہ امام بخاری کی رائے ہے' حدیث میں توبہ کا ذکر نہیں ہے۔ (تیسیر الباری ج ۷ ص ۵۵۹) علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ ابن التین نے الدراوردی سے نقل کیا ہے کہ بخاری کا کلام ظاہر حدیث کے خلاف ہے۔ (فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۹۹)

(۹) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۶۵۶ میں باب لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا قائم کیا۔ اس کے تحت روایت بیان کرنے کے بعد لکھا تابعہ عبد الرزاق عن ابن جریج (یعنی ہشام نے ابن جریج سے روایت کی ہے تو عبد الرزاق نے اس کی متابعت کی ہے۔) اس پر گرفت کرتے ہوئے علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں۔ اس لیے امام بخاری پر لوگوں نے طعن کیا ہے کہ یہ روایت کیوں لائے حالانکہ خود امام بخاری نے بسرہ بنت صفوان کی حدیث کو جو مسّ ذکر کے باب میں ہے اسی وجہ سے ترک کیا ہے کہ مروان نے جس دربان کو بسرہ کے پاس یہ حدیث سننے کے لیے بھیجا تھا وہ مجہول الاسم اور مجہول الحال ہے۔ اسی لیے امام مسلم اپنی صحیح میں اس روایت کو نہیں لائے۔ (تیسیر الباری ج ۶ ص ۷۳)

(۱۰) امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۵۱۱ میں حضرت ابو موسیٰؓ کی روایت نقل کی اور اس میں یہ الفاظ ہیں عن ابی موسی اری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ روایت نبی کریم ﷺ سے بیان کی۔ اس پر علامہ ابن حجر لکھتے ہیں والقائل ذالک ھو البخاری کانہ شک ھل سمع من شیخہ صیغۃ الرفع ام لا ؟ اور اس کے قائل امام بخاری ہیں۔ گویا کہ انہوں نے شک کیا کہ انہوں نے اپنے شیخ سے رفع کے صیغہ سے سنا

یا نہیں۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۴۷۹) اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں، یہ قول امام بخاری کا ہے انہوں نے شک کی کہ محمد بن علاء نے اس حدیث کو مرفوع کیا یا نہیں۔ مگر امام مسلم نے اس کو مرفوع بغیر شک کے نقل کیا۔ (تیسیر الباری ج ۴ ص ۶۱۵)

بخاریؒ کے راویوں نے کئی مقام میں غلطیاں کیں اور ان کو شک ہوا

(۱) امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۹۱ میں باب اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ کے تحت روایت پیش کی جس میں روایت بیان کرتے ہوئے حفص بن عاصم نے سمعت رجلا من الازد یقال لہ مالک بن بحینۃ کہ میں نے ازد قبیلہ کے ایک آدمی سے سنا جس کا نام مالک بن بحینہ تھا۔ اس پر گرفت کرتے ہوئے علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ حفاظ نے کہا کہ شعبہ کو دو جگہ میں وہم ہوا ہے۔ ایک یہ کہ بحینہ کے بیٹے عبد اللہ ہیں مالک نہیں اور دوسرا وہم یہ ہوا کہ انہوں نے صحابی مالک بتایا ہے حالانکہ صحابی عبد اللہ ہیں مالک نہیں۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۲۹۰) (اس مقام میں فتح الباری کی عبارت ان بحینۃ والدہ عبد اللہ ہے مگر صحیح عبارت یوں ہے ان بحینۃ والدۃ عبد اللہ ۔ قارن) اور اس مقام میں علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ یہ شعبہ کی غلطی ہے صحیح عبد اللہ بن مالک ابن بحینہ ہے۔ (تیسیر الباری ج ۱ ص ۴۳۸)

(۲) امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۲۴۰ میں باب المعتمر اذ طاف طواف العمرۃ ثم خرج قائم کیا۔ اس کے تحت روایت کی جس میں یہ الفاظ ہیں۔ فنادی بالرحیل فی اصحابہ فارتحل الناس یعنی آپ نے کوچ کرنے کا اعلان اپنے صحابہ میں فرمایا تو یہ لوگ چل کھڑے ہوئے اور آپ بھی مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس پر علامہ ابن حجر لکھتے ہیں والذی یغلب عندی انہ وقع فیہ تحریف اور میرے خیال میں غالب یہی ہے کہ اس روایت میں تحریف ہوئی ہے۔ (فتح الباری ج ۴ ص ۳۶۲) اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں، حافظ نے کہا اس روایت میں غلطی ہوگئی ہے۔ صحیح یوں ہے کہ لوگ چل کھڑے ہوئے۔

پھر آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ امام مسلم اور ابوداؤد کی روایت میں ایسا ہی کیا۔ (تیسیر الباری ج ۳ ص ۱۱)

(۳) امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۳۹۳ میں باب من ینکب او یطعن فی سبیل اللہ قائم کر کے اس کے تحت حضرت انسؓ کی روایت پیش کی جس میں الفاظ ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے بنو سلیم کے ستر لوگوں کو بنی عامر کی طرف بھیجا۔ اس پر علامہ ابن حجر لکھتے ہیں' میں کہتا ہوں کہ تحقیقی بات یہ ہے کہ ان کی طرف بنو عامر بھیجے گئے تھے اور بنو سلیم نے تو ان مذکورہ قراء کے ساتھ غداری کی تھی والوھم فی ھذا السیاق من حفص بن عمر شیخ الباری (فتح الباری ج ٦ ص ۳۵٦) اس عبارت کا خلاصہ علامہ وحید الزمان یوں کرتے ہیں' حافظ نے کہا اس میں حفص بن عمر امام بخاریؒ کے شیخ نے غلطی کی۔ (تیسیر الباری ج ۴ ص ۵۱)

(۴) امام بخاریؒ نے ۴۳۱ ج ۱ میں باب العون بالمدد کے تحت روایت بیان کی جس میں الفاظ ہیں کہ بنو لحیان کے آدمیوں نے حضور علیہ السلام سے اپنی کافر قوم کے خلاف مدد چاہی' آپ نے ان کے ساتھ ستر انصاری بھیج دیے تو انہوں نے بیر معونہ کے پاس لے جا کر ان ستر قراء کو غداری کر کے شہید کر دیا۔ اس پر گرفت کرتے ہوئے علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' کہتے ہیں کہ یہ راوی کی غلطی ہے۔ ان قاریوں کو عامر بن طفیل نے قتل کیا۔ (تیسیر الباری ج ۴ ص ۲۲۲) علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ الدمیاطی نے کہا کہ اس سند کے ساتھ جو یہ الفاظ نقل کیے گئے ہیں کہ آپؐ کے پاس رعل اور ذکوان اور عصبہ اور لحیان آئے تھے تو یہ وھم ہے اس لیے کہ یہ بیر معونہ والے نہیں ہیں بلکہ یہ تو اصحاب الرجیع ہیں۔ (فتح الباری ج ٦ ص ۵۲۱)

(۵) امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۴۳۴ میں باب ما یقول اذا رجع من الغزو کے تحت روایت پیش کی جس میں الفاظ ہیں کہ انس بن مالکؓ نے کہا کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے جب آپ عسفان سے لوٹے۔ اس پر گرفت کرتے ہوئے علامہ ابن حجر دمیاطی کا قول نقل کرتے ہیں کہ یہ وہم ہے اس لیے کہ

غزوہ عسفان جو بنی لحیان کی طرف تھا وہ تو ۶ھ میں تھا اور حضرت صفیہؓ کو ردیف بنایا غزوہ خیبر میں تھا جو کہ ۷ھ میں ہوا۔ (فتح الباری ج ۶ ص ۵۳۳) اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' یہ راوی کی غلطی ہے' صحیح یوں ہے کہ جب آپ خیبر سے لوٹے۔ (تیسیر الباری ج ۴ ص ۲۳۵)

(۶) امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۵۴۴ میں باب ذکر ما لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ من المشرکین بمکۃ کے تحت روایت بیان کی جس میں الفاظ ہیں کہ نبی ﷺ نے سرداران قریش کو بد دعا دی اس میں امیہ بن خلف کہا' یا ابی بن خلف کہا' شعبہ کو اس میں شک ہوا۔ جب امام بخاریؒ نے خود وضاحت کر دی کہ شعبہ کو اس میں شک ہوا تو مزید وضاحت کی ضرورت ہی نہیں۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' مگر صحیح امیہ بن خلف ہے' جیسے دوسری روایتوں میں ہے۔ (تیسیر الباری ج ۵ ص ۱۵۱)

(۷) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۵۷۶ میں باب قتل کعب بن الاشرف کے تحت روایت میں یہ الفاظ نقل کیے کہ راوی نے ایک وسق یا دو وسق کہے۔ اس پر علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ شک کے ساتھ یہ قول علی بن المدینی کا ہے۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۳۴۰) اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' یہ راوی کی شک ہے کہ ایک وسق کہا یا دو وسق۔ حافظ نے کہا کہ یہ شک علی بن مدینی کو ہوئی۔ (تیسیر الباری ج ۵ ص ۲۹۵)

(۸) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۵۷۸ میں باب غزوۃ احد کے تحت حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد کہ احد کے دن نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام اپنے گھوڑے کا سر تھامے ہوئے ہتھیار پہنے ہوئے آن پہنچے۔ اس پر گرفت کرتے ہوئے علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' مشہور یہ ہے کہ آپ نے بدر کے دن یہ فرمایا تھا جیسے اوپر گزر چکا ہے احد کا لفظ اس میں شاید راوی کی غلطی ہے۔ (تیسیر الباری ج ۵ ص ۳۱۴) اور علامہ ابن حجر لکھتے ہیں' حدیث ابن عباس قال النبی صلی اللہ علیہ

وسلم یوم احد ھذا جبرئیل آخذ بر أس فرسہ۔ الحدیث وھو وھم من وجھین یعنی اس میں دو طرح وہم ہے۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۳۵۳)

(۹) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۵۸۵ میں باب غزوۃ الرجیع کے تحت روایت میں یہ الفاظ نقل کیے وامر علیھم عاصم بن ثابت وھو جد عاصم بن عمر الخطاب آپؐ نے ایک چھوٹا سا لشکر جاسوسی کے لیے بھیجا جس کا امیر عاصم بن ثابت کو بنایا اور وہ عاصم بن عمر بن الخطاب کے نانا تھے۔ اس پر گرفت کرتے ہوئے علامہ ابن حجر لکھتے ہیں تقدم انہ خال عاصم لا جدہ کہ پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ یہ عاصم کے ماموں تھے نہ کہ اس کے نانا۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۳۸۳) اور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں، کہتے ہیں یہ غلط ہے۔ عاصم بن ثابت عاصم بن عمر کے ماموں تھے۔ (تیسیر الباری ج ۵ ص ۳۳۴)

(۱۰) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۵۹۱ میں باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب کے تحت روایت میں یہ الفاظ نقل کیے لا یصلین احد العصر الا فی بنی قریظۃ کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی آدمی بنی قریظہ پہنچنے سے پہلے عصر کی نماز ادا نہ کرے۔ اس پر بحث کرتے ہوئے علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں، مسلم کی روایت میں ظہر کی نماز ہے حالانکہ دونوں کی سند ایک ہی ہے اور ضرور ہے کہ ایک روایت غلط ہو اور بعضوں نے بے تکلف تطبیق کی ہے۔ (تیسیر الباری ج ۵ ص ۳۵۵) اور علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ بات پختہ ہے کہ یہ مذکورہ اختلاف (یعنی ظہر یا عصر کا) کسی راوی کے حفظ کمزور ہونے کی وجہ سے ہے۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۴۱۲)

(۱۱) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۶۲۰ میں باب غزوۃ الطائف فی شوال کے تحت ایک روایت میں یہ الفاظ نقل کیے کہ آپ جعرانہ میں اترے ہوئے تھے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ اس پر گرفت کرتے ہوئے علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں، یہ راوی کی غلطی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ مکہ اور طائف کے درمیان چونکہ جعرانہ وہیں ہے۔ (تیسیر الباری ج ۵ ص ۴۸۷) علامہ ابن حجر لکھتے ہیں

کہ شارح الدر اور روی نے مکہ اور مدینہ کے درمیان جعرانہ کے قول کی تردید کی ہے اور کہا کہ جعرانہ تو مکہ اور طائف کے درمیان ہے۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۵۰۸)

(۱۲) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۶۲۸ میں قصة الاسود العنسی کے تحت ایک روایت میں یہ الفاظ نقل کیے وھی ام عبداللّٰہ بن عامر کہ وہ عورت عبد اللہ بن عامر کی ماں تھی۔ اس پر گرفت کرتے ہوئے علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' اس کے پیٹ سے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عامر پیدا ہوئے۔ راوی نے غلطی سے ایک عبد اللہ کا لفظ چھوڑ دیا۔ (تیسیر الباری ج ۵ ص ۵۲۷) علامہ ابن حجر لکھتے ہیں قیل الصواب ام اولاد عبداللّٰہ بن عامر (فتح الباری ج ۹ ص ۱۵۳)

(۱۳) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۶۳۲ میں باب حجة الوداع کے تحت ایک روایت کے آخر میں لکھا قال ابو اسحاق و بمكة اخرى آپ نے ایک حج اس وقت بھی کیا جب مکہ میں تھے۔ اس پر گرفت کرتے ہوئے علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ یہ ابو اسحاق کا خیال ہے۔ صحیح یہ ہے کہ آپؐ نے مکہ میں رہتے وقت بہت حج کیے۔ (تیسیر الباری ج ۵ ص ۵۴۴) علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ اخری کا قول وہم ڈالتا ہے کہ آپ نے ہجرت سے پہلے صرف ایک حج کیا حالانکہ آپؐ نے ہجرت سے پہلے کئی حج کیے۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۱۷۰)

(۱۴) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۶۵۵ میں باب ان الناس قد جمعوا لكم کے تحت روایت کی سند میں کہا اراہ قال حدثنا ابوبکر میں سمجھتا ہوں' انہوں نے یہ کہا کہ ہم سے ابوبکر نے بیان کیا۔ اس پر بحث کرتے ہوئے علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ امام بخاریؒ کی احتیاط کو ملاحظہ کیجئے ان کو اپنے شیخ الشیخ میں ذرا شک تھی تو اس کو ظاہر کر دیا۔ (تیسیر الباری ج ٦ ص ٦٨) اور علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ امام بخاری کو اپنے شیخ کے نام میں شک لاحق ہو گیا۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۲۹۶)

(۱۵) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۶۶۱ میں باب لا یستوی القاعدون من

المومنين کے تحت ایک روایت میں لکھا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ادعوا فلانا فجاء ہ و معه الدواة واللوح او الکتف کہ فلاں کو بلاؤ تو جب وہ آیا اور اس کے پاس دوات اور تختی یا شانہ کی ہڈی تھی۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ یہ راوی کو شک ہے کہ لوح کا لفظ کا کہا یا کتف کا۔ (تیسیر الباری ج ۶ ص ۹۵)

(۱۶) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۸۱۹ میں باب ماکان السلف یدخرون فی بیوتھم کے تحت روایت میں یہ الفاظ نقل کیے وقال ابن جریج قلت لعطاء اقال حتی جئنا المدينة قال لا۔ ابن جریج نے کہا کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ آپ نے یہ کہا ہے' یہاں تک کہ ہم مدینہ تک آئے تو انہوں نے کہا نہیں۔ اس پر گرفت کرتے ہوئے علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں تو شاید عطاء سے یہ حدیث بیان کرنے میں غلطی ہوئی' کبھی انہوں نے اس لفظ کو یاد رکھا کبھی انکار کر دیا۔ (تیسیر الباری ج ۷ ص ۳۰۲)

(۱۷) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۸۲۳ میں باب الخذف والبندقة کے تحت روایت میں یہ الفاظ نقل کیے نھی عن الخذف او کان یکرہ الخذف کہ آپؐ نے خذف سے منع فرمایا یا کہا کہ آپؐ حذف کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اس پر بحث کرتے ہوئے علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ یہ راوی کا شک ہے۔ امام احمد کی روایت میں بغیر شک کے یوں ہے' آپ نے اس سے منع کیا ہے۔ (تیسیر الباری ج ۷ ص ۳۲۳) علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ کھمس راوی کو شک ہوا ہے۔ (فتح الباری ج ۱۲ ص ۲۶)

(۱۸) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۸۳۷ میں باب ترحیص النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الاوعیة والظروف بعد النھی کے تحت ایک روایت میں یہ الفاظ نقل کیے۔ لما نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الاسقیة جب آپ ﷺ نے مشکوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ اس پر گرفت کرتے ہوئے علامہ وحید الزمان نے کہا' اس روایت میں غلطی ہوئی ہے اور صحیح یوں ہے نھی

عن الانتباذ الا فی الاسقیة (کہ نبی کریم ﷺ نے مشکیزوں کے علاوہ باقی برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا) (تیسیر الباری ج ۷ ص ۲۱۷) اور علامہ ابن حجر قاضی عیاض کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ الاسقیہ کا ذکر راوی کا وہم ہے اصل میں عن الاوعیة کے الفاظ ہیں۔ (فتح الباری ج ۱۰ ص ۱۵۹)

(۱۹) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۸۹۰ میں باب طیب الکلام کے تحت ایک روایت میں کہا قال شعبة امامرتین فلا اشک شعبہ نے کہا کہ دو مرتبہ میں تو مجھے شک نہیں۔ آپ نے فرمایا' تم دوزخ سے بچو اگر کچھ نہیں ملتا تو کھجور کا ٹکڑا ہی دے دو۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اچھی بات کہہ کر دوزخ سے بچو۔ اس پر بحث کرتے ہوئے علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' مجھ کو یقیناً یاد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایسا کہا لیکن تیسری بار میں مجھے شک ہے (کہا یا نہیں) (تیسیر الباری ج ۸ ص ۲۹)

(۲۰) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۹۶۵ میں باب یقبض اللہ الارض کے تحت ایک روایت میں کہا قال سھل او غیرہ کہ یہ بات سہل نے کہی یا کسی اور نے۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' یہ راوی کی شک ہے' حافظ نے کہا مجھ کو اس دوسرے شخص کا نام معلوم نہیں ہوا۔ (تیسیر الباری ج ۸ ص ۳۵۴) اور علامہ ابن حجر لکھتے ہیں والغیر المبھم لم اقف علی تسمیتہ یعنی سہل کے علاوہ دوسرا جو ہے وہ مبہم ہے' میں اس کا نام نہیں جان سکا۔ (فتح الباری ج ۱۱ ص ۳۷۳)

بخاری کے کاتب سے غلطیاں ہوئیں

(۱) امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۸۷ میں باب الاذان بعد الفجر کے تحت روایت میں یہ الفاظ نقل کیے کان اذا اعتکف المؤذن للصبح اس پر گرفت کرتے ہوئے علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' اکثر نسخوں میں یوں ہی ہے اذا اعتکف المؤذن للصبح اور یہ کاتب کی غلطی ہے۔ یوں ہونا چاہیے اذا سکت المؤذن (تیسیر الباری ج ۱ ص ۴۱۵)

(۲) امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۴۸۳ میں باب یعکفون علی اصنام لھم کے تحت حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی۔ اس پر بحث کرتے ہوئے علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے اور آگے لکھتے ہیں' اور شاید امام بخاریؒ اس باب میں کوئی حدیث لکھنے والے تھے مگر موقع نہ ملا اور کاتبوں نے غلطی سے اس حدیث کو اس باب سے ملا دیا۔ (تیسیر الباری ج ۴ ص ۳۷۴)

(۳) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۶۱۹ میں باب غزوۃ اوطاس کے تحت روایت میں یہ الفاظ نقل کیے وعلیہ فراش اس پر بحث کرتے ہوئے علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ مگر اس میں غلطی ہوئی ہے ما نا فیہ چھوٹ گیا ہے۔ (تیسیر الباری ج ۵ ص ۴۸۳)

(۴) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۶۸۱ میں سورۃ ابراھیم کے تحت روایت میں کہا وقال ابن عباس ھاد داع اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' یہ کلمہ تو سورہ رعد میں ہے۔ اس آیت میں انما انت منذر ولکل قوم ھاد اس لیے اس تفسیر کو سورہ رعد کی تفسیر میں کرنا تھا۔ شاید کاتب کی غلطی سے اس سورت میں یہ عبارت لکھی گئی ہے۔ (تیسیر الباری ج ۶ ص ۱۹۰)

(۵) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۶۸۷ میں سورۃ الکھف کے تحت یہ الفاظ نقل کیے۔ وقال سعید عن ابن عباس الرقیم اللوح من رصاص اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' یہ تفسیر اوپر ہونا تھی جہاں رقیم کے معنی بیان کیے ہیں۔ شاید کاتب نے غلطی سے یہاں لکھ دی۔ (تیسیر الباری ج ۶ ص ۲۱۷)

(۶) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۶۹۳ میں سورۃ الانبیاء کے تحت روایت میں لکھا عمیق بعید یعنی عمیق کا معنی ہے دور دراز۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' یہ لفظ تو سورہ حج میں ہے من کل فج عمیق شاید کاتب نے غلطی سے یہاں لکھ دیا۔ (تیسیر الباری ج ۶ ص ۲۴۵)

(۷) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۷۳۱ میں سورۃ نوح کے تحت ذکر کیا وقال غیرہ

دیارا احدا اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں لوپر تو کسی کا ذکر نہیں ہے۔ شاید کاتب نے غلطی سے لکھ دیا یا لوپر غلطی سے کسی کا ذکر چھوڑ دیا۔ (تیسیر الباری ج ٦ ص ٣٣٣)

(٨) لمام بخاریؒ نے ج ٢ ص ٧٧٣ میں باب (بلا عنوان) کے تحت حضرت انسؓ کی روایت نقل کی۔ اس کے تحت علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے لور شاید لمام بخاریؒ نے اس حدیث کو باب الولیمہ میں لکھنا چاہا ہو گا مگر کاتب کی غلطی سے اس باب میں لکھ دی۔ (تیسیر الباری ج ٧ ص ٧٨)

(٩) لمام بخاریؒ نے ج ٢ ص ٩٩٩ میں باب ذوی الارحام کے تحت روایت میں یہ الفاظ نقل کیے فلما نزلت جعلنا موالی قال نسختها والذین عاقدت ایمانکم ولکل جعلنا موالی والی آیت نازل ہوئی تو والذین عقدت ایمانکم والی آیت منسوخ ہو گئی۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' لور اکثر نسخوں میں یہاں یہ جو عبارت ہے کہ والذین عقدت ایمانکم نے ولکل جعلنا موالی کو منسوخ کر دیا ہے۔ یہ کاتب کی غلطی ہے۔ (تیسیر الباری ج ٨ ص ٥١٥)

(١٠) لمام بخاریؒ نے ج ٢ ص ٧٤٥ میں باب نزل القران بلسان قریش کے تحت حضرت صفوان بن یعلی کی روایت نقل کی۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' اکثر علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث اس باب سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ اگلے باب کے متعلق ہے' شاید کاتب نے غلطی سے اس باب میں شریک کر دی۔ (تیسیر الباری ج ٦ ص ٤٩٦)

بخاری کے نسخوں میں فرق ہے

(١) لمام بخاریؒ نے ج ١ ص ٥٠١ میں باب ختم النبوة کے تحت رلویت میں فرملیا قال ابن عبید اللہ الحجلة من حجل الفرس اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں یہ ترجمہ ہے مثل زرا الحجلہ کا مگر یہ لفظ اکثر نسخوں میں حدیث میں

نہیں ہے۔ (تیسیر الباری ج ۴ ص ۵۲۶)

(۲) امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۵۴۲ میں القسامة فی الجاھلیة کہا۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ بعض نسخوں میں یہ باب مذکور نہیں ہے۔ وہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ساری حدیثیں جاہلیت کے ہی حال میں ہیں۔ (تیسیر الباری ج ۵ ص ۱۳۳)

(۳) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۶۹۱ میں سورۃ کھیعص کے تحت لکھا قال ابن عباس ابصر بھم واسمع اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ بعض نسخوں میں ابصر بھم واسمع ہے۔ لیکن قرآن شریف میں اسمع بھم وابصر ہے۔ اس لیے ہم نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (تیسیر الباری ج ٦ ص ۲۳۴)

(۴) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۷۲۸ میں باب قوله سواء علیھم استغفرت لھم کے تحت روایت نقل کی۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' ایک نسخہ میں اتنی عبارت زیادہ ہے الکسع ان تضرب بیدک علی شئی او برجلک ویکون ایضا اذا رمیته بشئی بسوء (تیسیر الباری ج ٦ ص ۴۱۷)

(۵) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۸۵۷ میں باب السحر قائم کیا۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ اکثر نسخوں میں یہ باب مذکور نہیں ہے۔ حافظ نے کہا وہی ٹھیک ہے۔ (تیسیر الباری ج ۷ ص ۵۴۲)

(٦) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۸۸٦ میں باب یبل الرحم ببلالھا کے تحت روایت میں یہ الفاظ نقل کیے کہ حضرت عمرو بن العاصؓ نے فرمایا سمعت النبی صلی الله علیه وسلم ولکن لھم رحم ابلھا ببلالھا یعنی اصلھا بصلتھا نبی کریم ﷺ سے میں نے سنا' آپ نے فرمایا' البتہ ان سے ناطہ ہے اگر وہ تر رکھیں گے تو میں بھی تر رکھوں گا' یعنی وہ ناطہ جوڑیں گے تو میں بھی جوڑ دوں گا۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' بعض نسخوں میں یہ عبارت زیادہ ہے قال ابو عبد الله ببلاھا کذا وقع وببلالھا اجود واصح وببلاھا لا اعرف له وجھا یعنی امام بخاریؒ نے کہا بعض روایتوں میں بجائے ببلالھا کے ببلاھا

ہے لیکن ببلالھا زیادہ صحیح ہے۔ اور ببلاھا کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آتا۔ (تیسیر الباری ج ۸ ص ۱۳)

(۷) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۹۴۰ میں باب الدعاء للصبیان بالبرکۃ کے تحت روایت میں یہ الفاظ نقل کیے عن الجعد بن عبد الرحمٰن۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں، بعضے نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے۔ قال ابو عبد اللہ ویقال جعد وجعید یعنی امام بخاریؒ نے کہا اس راوی کا نام کسی نے جعد کہا ہے، کسی نے جعید۔ (تیسیر الباری ج ۸ ص ۲۳۸)

(۸) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۹۵۲ میں باب ذھاب الصالحین کے تحت روایت کے آخر میں لکھا قال ابو عبد اللہ یقال حفالۃ وحثالۃ۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں، بعض نسخوں میں یہ عبارت قال ابو عبد اللہ یقال حفالہ وحثالہ نہیں ہے۔ (تیسیر الباری ج ۸ ص ۲۹۳)

(۹) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۹۸۰ میں کتاب الایمان والنذور کے تحت حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی جس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا من استلج فی اھلہ بیمین فھو اعظم اثما یبر یعنی الکفارۃ جو آدمی اپنے گھر والوں کے معاملہ میں اپنی قسم پر اڑا رہے تو یہ گناہ اس سے بڑھ کر ہے کہ اپنی قسم کو توڑ ڈالے اور کفارہ دے۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں، بعضے نسخوں میں یوں ہے فھو اعظم اثما لیس تغنی الکفارۃ تو ترجمہ یوں ہوگا یہ قسم پر اڑے رہنا بڑا گناہ ہے جس کا اتار نہیں۔ (تیسیر الباری ج ۸ ص ۴۲۴)

(۱۰) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۱۰۰۷ میں باب من اصاب ذنبا دون الحد میں ترجمۃ الباب میں ہی نقل کیا عن ابی عثمان عن ابن مسعود۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ بعضے نسخوں میں ابن مسعود کے بدل ابو مسعود ہے وہ غلط ہے۔ (تیسیر الباری ج ۸ ص ۵۶۰) اسی طرح علامہ وحید الزمان نے ج ۸ ص ۵۷۴، ج ۹ ص ۸۳، ج ۹ ص ۱۵۱، ج ۹ ص ۲۱۵، ج ۹ ص ۲۲۲، ج ۹ ص ۲۷۹،

ج ۹ ص ۳۰۲ ' ج ۹ ص ۳۱۸ وغیرہ میں بھی نسخوں میں فرق کا اعتراف کیا ہے۔

شاید صحابی کو اپنی مروی روایت کے خلاف روایت نہیں پہنچی

(۱) امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۲۴۰ باب الاعتمار بعد الحج بغیر ھدی کے تحت حضرت عائشہؓ کی روایت نقل کی جس وہ فرماتی ہیں کہ اللہ نے مجھ کو حج بھی کرا دیا' عمرہ بھی نہ مجھے قربانی دینا پڑی' نہ خیرات' نہ روزے رکھنا پڑے۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے قربانی دی اور شاید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی خبر نہ ہوئی ہو۔ (تیسیر الباری ج ۳ ص ۹)

(۲) امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۴۰۷ باب المجن و من یتترس بترس صاحبہ کے تحت حضرت علیؓ کی روایت نقل کی جس میں انہوں نے فرمایا' میں نے سعد کے بعد پھر کسی کے لیے نہیں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے کو یا اپنے ماں باپ کو فدا کیا۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' مگر صحیحین کی دوسری روایات میں ہے کہ جنگ خندق میں آپؐ نے حضرت زبیرؓ سے بھی یوں فرمایا' میرے ماں باپ تجھ پر صدقے۔ شاید حضرت علیؓ کو اس کی خبر نہ ہوئی ہو۔ (تیسیر الباری ج ۴ ص ۱۴)

(۳) امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۴۱۵ میں باب التودیع عند السفر میں یہ روایت نقل کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آگ کا عذاب اللہ ہی کا عذاب ہے۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں کہ حضرت علی سے لوطی کا جلانا منقول ہے اور شاید ان کو یہ حدیث نہ پہنچی ہو۔ (تیسیر الباری ج ۴ ص ۱۴۶)

(۴) امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۵۴۱ میں باب ایام الجاھلیۃ کے تحت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی' وہ فرماتی ہیں کہ جاہلیت کے لوگ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جاتے اور کہتے کہ تو جیسا اپنے گھر والوں میں تھا اب ویسا ہی ہے۔ اور یہ الفاظ وہ دو دفعہ کہتے۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' حضرت عائشہؓ کو شاید ان حدیثوں کی خبر نہیں جن میں جنازے کے لیے کھڑے ہونے کا

حکم دیا گیا ہے۔ امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ یہ کھڑا ہونا کچھ واجب نہیں ہے۔ اب مستحب ہے یا مکروہ دو قول ہیں۔ نوویؒ نے کہا مکروہ ہے۔ (تیسیر الباری ج ۵ ص ۱۴۰)

(۵) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۸۳۵ میں باب ما یوکل من لحوم الاضاحی وما یتزود منہا کے تحت ابو عبید کی روایت نقل کی جس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ حضرت علیؓ نے عید کا خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں فرمایا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے تمہیں قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھ کر کھانے سے منع فرمایا۔ الخ۔ اس کے تحت علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' اور شاید حضرت علیؓ کو وہ حدیث نہ پہنچی ہو جس میں آنحضرت ﷺ نے اجازت دی۔ نوویؒ نے کہا صحیح یہ ہے کہ نہی کی یہ حدیث منسوخ ہے۔ (تیسیر الباری ج ۷ ص ۴۰۵)

حدیث میں اشکال ہے اور حدیث میں تاویل کرنی چاہیے

(۱) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۵۸۳ میں باب قتل حمزۃ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے تحت روایت نقل کی جس میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا جب مسیلمہ کذاب کو قتل کیا گیا تو ایک لڑکی گھر کی چھت پر چڑھ کر کہنے لگی اور امیر المومنین کو ایک کالے غلام نے مار ڈالا۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' حافظ نے کہا کہ امیر المومنین کا لقب تو حضرت عمرؓ کو سب سے پہلے دیا گیا' یہ واقعہ اس سے پہلے کا ہے اس لیے اس حدیث میں تاویل کرنا چاہیے۔ (تیسیر الباری ج ۵ ص ۳۲۵)

(۲) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۶۶۹ میں باب قولہ واذ قالوا اللھم ان کان ھذا ھو الحق میں ترجمۃ الباب میں کہا کہ ابن عیینہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مطر کا لفظ جہاں فرمایا ہے اس سے مراد عذاب کی بارش ہے جس کو عرب لوگ الغیث کہتے ہیں اور آگے دلیل میں وھو الذی ینزل الغیث والی آیت پیش کی۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' اس پر اعتراض ہوا ہے کہ ان کان بکم اذی من مطر میں معمولی بارش مراد ہے نہ کہ عذاب کی بارش مراد ہے۔ (تیسیر الباری

ج ۶ ص ۱۳۹)

(۳) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۸۱۲ میں باب المؤمن یأکل فی معی واحد کے تحت روایت نقل کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ حافظ نے کہا کہ علماء نے اتفاق کیا ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول نہیں ہے۔ (تیسیر الباری ج ۷ ص ۲۸۶)

(۴) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۹۰۴ میں باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسروا ولا تعسروا کے تحت ایک روایت نقل کی جس میں الفاظ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو جب دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو آپ اس کو اختیار کرتے جو آسان ہوتا بشرطیکہ گناہ نہ ہوتا۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' بظاہر اس حدیث میں اشکال ہے کیونکہ جو کام گناہ ہوتا ہے اس کے لیے آپ کو کیسے اختیار دیا جاتا' شاید یہ مراد ہو کہ کافروں کی طرف سے اگر اختیار دیا جاتا۔ (تیسیر الباری ج ۸ ص ۹۰)

بخاری میں منسوخ روایات بھی ہیں

(۱) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۶۱۹ میں باب غزوة الطائف کے تحت ایک روایت حضرت یعلی رضی اللہ عنہ کی نقل کی۔ اس کے بارہ میں علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' قسطلانی نے کہا حجة الوداع کی حدیث اس کی ناسخ ہے۔ (تیسیر الباری ج ۵ ص ۲۸۸)

(۲) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۸۳۵ میں باب ما یوکل من لحوم الاضاحی وما یتزود منها کے تحت حضرت علیؓ کی روایت نقل کی کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن سے زائد قربانی کا گوشت رکھ کر کھانے سے منع فرمایا تھا۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' صحیح یہ ہے کہ نہی کی یہ حدیث منسوخ ہے۔ (تیسیر الباری ج ۷ ص ۳۰۵)

امام بخاریؒ نے بات کو گول گول رکھا

○ امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۱۰۱۲ میں باب من رأی مع امرأته رجلا فقتله قائم کیا۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' امام بخاری نے اس کو گول گول رکھا ہے' کوئی حکم بیان نہیں کیا۔ (تیسیر الباری ج ۸ ص ۵۸۵)

○ امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۱۰۱۷ میں باب اذا مات فی الزحام او قتل قائم کیا۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' امام بخاری نے اس کو گول رکھا ہے۔ (تیسیر الباری ج ۸ ص ۶۱۷)

○ امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۵۹۲ میں باب غزوة ذات الرقاع کے تحت ایک روایت حضرت صالح بن خوات رضی اللہ عنہ کی نقل کی اور آخر میں لکھا تابعه اللیث عن هشام الخ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' اس کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں وصل کیا۔ متابعت کے معنے یہاں سمجھ میں نہیں آئے کیونکہ لیث کی روایت سنداً" اور متناً" معاذ بن ہشام کی روایت سے مختلف ہے۔ (تیسیر الباری ج ۵ ص ۳۶۲)

بعض روایات کی ترجمۃ الباب سے مناسبت معلوم نہیں ہوتی

(۱) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۶۳۱ میں باب حجۃ الوداع کے تحت حضرت ابن عمرؓ کی روایت نقل کی۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے معلوم نہیں ہوتی کیونکہ حدیث میں فتح کا واقعہ مذکور ہے جو ۸ ہجری میں ہوا اور حجۃ الوداع ۱۰ ہجری میں تھا۔ (تیسیر الباری ج ۵ ص ۵۴۲)

(۲) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۹۶۴ میں باب سکرات الموت کے تحت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایات نقل کی ہیں۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ ان دونوں حدیثوں کی مناسبت بھی ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ (تیسیر الباری ج ۸ ص ۳۴۸)

(۳) امام بخاریؒ نے اسی باب سکرات الموت کے تحت حضرت ابن عمرؓ کی روایت نقل کی۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ (تیسیر الباری ج ۸ ص ۳۴۹)

(۴) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۱۰۸۴ میں باب ما یکرہ من التعمق والتنازع فی العلم کے تحت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' گو یہ روایت باب کے مطابق نہیں ہے مگر امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا۔ (تیسیر الباری ج ۹ ص ۳۲۳)

(۵) امام بخاریؒ نے ج ۲ ص ۱۱۱۵ میں باب کلام الرب مع جبرئیل کے تحت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی۔ اس پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں' اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ (تیسیر الباری ج ۹ ص ۴۸۵)

آخری گزارش

ہم نے اس رسالہ میں غیر مقلدین حضرات کے امام بخاریؒ سے اختلاف اور ان کے بخاری کے بارہ میں نظریات کا جو ذکر کیا ہے اس میں ہمیں اس سے بحث نہیں کہ اس میں درست اور راجح نظریہ کونسا ہے اور نہ ہی اس سے بحث ہے کہ اس بارہ میں احناف کا مسلک کیا ہے۔ ہم نے تو صرف ان حضرات کے بارہ میں حقیقت حال کو واشگاف کیا ہے جو امام بخاریؒ سے احناف کے اختلاف کو ایک ہوّا بنا کر پیش کرتے ہیں۔ اور بخاری بخاری کی رٹ لگا کر عوام الناس کے لزہان کو مشوش کرتے ہیں۔ اور اس تحریر سے ہمارا مقصد کسی کو چڑانا نہیں بلکہ جو حضرات خواہ مخواہ بحث کرنے والوں کی بحث سے پریشان ہو جاتے ہیں ان کو حقیقت حال سے آگاہ کرنا ہے اور غیر مقلدین حضرات کا جو طبقہ ایسی صورت حال پیدا کر رہا ہے اس کو تنبیہہ کرنا ہے کہ:

غیر کی آنکھ کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر
اپنی آنکھ کا دیکھ غافل ذرا شہتیر بھی

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

حافظ عبد القدوس قارن

مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

مکتبہ صفدریہ نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ کی مطبوعات

- خزائن السنن — تقریر ترمذی
- احسن الکلام — مسئلہ فاتحہ خلف الامام کی مدلل بحث
- تسکین الصدور
- الکلام المفید — مسئلہ تقلید پر مدلل بحث
- ازالۃ الریب
- راہِ سنت
- مقام ابی حنیفہ
- عمدۃ الاثاث
- طائفہ منصورہ
- ارشاد الشیعہ
- آنکھوں کی ٹھنڈک
- عبارات اکابر
- صرف ایک اسلام
- گلدستہ توحید
- دل کا سرور
- درود شریف — پڑھنے کا شرعی طریقہ
- احسان الباری — ابتدائی ابحاث
- تبلیغ اسلام
- چراغ کی روشنی
- مسئلہ قربانی — قربانی کی فضیلت اور ایام قربانی پر مدلل بحث
- عیسائیت کا پس منظر — عیسائیوں کے عقائد کا رد
- مقالہ ختم نبوت — قرآن سنت کی روشنی میں
- بانی دار العلوم دیوبند
- راہ ہدایت
- ینابیع
- آئینہ محمدی
- تفریح الخواطر
- اتمام البرہان
- توضیح المرام
- تنقید متین — بر تفسیر نعیم الدین
- شوق جہاد
- الکلام الحاوی
- ملا علی قاری
- المسلک المنصور
- الشہاب المبین
- عمدۃ الاثاث — تین طلاقوں کا مسئلہ
- شوق حدیث
- انکار حدیث کے نتائج
- مودودی صاحب کا غلط فتویٰ
- چالیس دعائیں
- اخفاء الذکر — ذکر آہستہ کرنا چاہیے
- باب جنت — بجواب راہ جنت
- حکم الذکر بالجہر
- اظہار العیب
- اطیب الکلام
- چہل مسئلہ — حضرات بریلویہ
- مولانا ارشاد الحق
- مرزائی کا جنازہ اور مسلمان
- خزائن السنن
- بخاری شریف
- حمیدیہ
- جنت کے نظارے

عمر اکادمی کی مطبوعات

- تین طلاقوں کے مسئلہ پر مقالہ کا جواب مقالہ
- علامہ کوثری کی تانیب الخطیب کا اردو ترجمہ — امام ابو حنیفہ کا عادلانہ دفاع